﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 22 | جمعۃ المبارک 13 فروری 2015ء | شمارہ 07

24 ربیع الثانی 1436 ہجری قمری ❁ 13 تبلیغ 1394 ہجری شمسی

علم کے خزانے اور اس کی کنجی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم تو خزانے ہیں جس کی چابی سوال کرنے پر منحصر ہے۔ پس مسائل پوچھ لینے چاہئیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے۔ کیونکہ (علمی سوال) پوچھنے میں چار افراد کو اجر ملتا ہے۔ پوچھنے والے کو، جواب بتانے والے کو، یاد رکھنے والے کو اور سننے والوں کو جو اسے پسند کریں۔

(کنزالعمال جلد 14 حدیث نمبر:28664)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

عورتوں کی اصلاح کا طریق......اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے

”مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔ قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ عورت تو درکنار اَور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔

اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو مَیں کیوں حرام کہوں۔ غرضکہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اُسے خبیث اور طیّب بناتا ہے۔ اسی لئے لکھا ہے: اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ...... وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ (النور:27)۔ اس میں یہی نصیحت ہے کہ تم طیب بنو۔ ورنہ ہزار ٹکریں مارو کچھ نہ بنے گا۔ جو شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے۔ بھلا جب خاوند رات کو اُٹھ اُٹھ کر دعا کرتا ہے، روتا ہے تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اُسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متأثر ہو گی۔ عورت میں متأثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خاوند عیسائی وغیرہ ہوتے ہیں تو عورتیں اُن کے ساتھ عیسائی وغیرہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کر سکتا۔ خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔ خاوند کے مقابلہ میں عورت کے بھائی بہن وغیرہ کا بھی کچھ اثر اس پر نہیں ہوتا۔ خدا نے مرد عورت دونو کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔

یہ مَردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان کا نقص پکڑیں۔ اُن کو چاہئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقعہ نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تُو فلاں بدی کرتا ہے بلکہ عورت ٹکّریں مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا پتہ اُسے مل ہی نہ سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بَد اثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے قُویٰ کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوّت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جُنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔

مَرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں جیسے سخاوت، حلم، صبر اور جیسے اُسے پرکھنے کا موقعہ ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ اسی لیے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتّٰی کہ آخر کار ایک وقت پُورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے۔

ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ ایک دفعہ عیسائی ہوا تو عورت بھی اس کے ساتھ عیسائی ہو گئی۔ شراب وغیرہ اوّل شروع کی پھر پردہ بھی چھوڑ دیا۔ غیر لوگوں سے بھی ملنے لگی۔ خاوند نے پھر اسلام کی طرف رجوع کیا تو اُس نے بیوی کو کہا کہ تُو بھی میرے ساتھ مسلمان ہو۔ اس نے کہا کہ اب میرا مسلمان ہونا مشکل ہے۔ یہ عادتیں جو شراب وغیرہ اور آزادی کی پڑ گئی ہیں یہ نہیں چھوٹ سکتیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 158-156۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جس نے عورت کو صالح بنانا ہو وہ خود صالح بنے

”کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس میں اسلامی عورتیں صالحات میں نہ ہوں، گو تھوڑی ہوں مگر ہوں گی ضرور۔ جس نے عورت کو صالح بنانا ہو وہ خود صالح بنے۔ ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے۔ اولاد کا طیّب ہونا تو طیّبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لیے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں۔ وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے رستہ پر ہو گا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی۔ ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اَور کوئی نیک بھی دُنیا میں نہیں ہے اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنے والا ہے۔ جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاوے گا تو ممکن نہیں کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے۔ سب انبیاء اولیاء کی عورتیں نیک تھیں اس لیے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ مَیں تہجّد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجّد پڑھتی ہے؟ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ اسی لیے کہا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متأثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہو گا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لیں گی۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 164-163۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خطبۂ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

واقفِ زندگی لڑکے کو بھی اور لڑکی کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ دوسروں کی نسبت ان کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ چاہے وہ گھریلو معاملات ہوں یا باہر کے ہر معاملہ میں واقفِ زندگی کو اپنا نمونہ قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس۔ لندن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 اپریل 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اِس وقت مَیں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ نکاح بابرکت فرمائے۔ پہلا نکاح عزیزہ بشریٰ بدر واقفۂ نو بنت مکرم اعجاز منظور صاحب ناروے کا عزیز محمد غالب جاوید مربی سلسلہ ابن مکرم جاوید چوہدری صاحب ناروے کے ساتھ ساڑھے تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ غالب جاوید جامعہ یوکے سے فارغ ہونے والے پہلے batch کے طالبعلم ہیں۔ اللہ کے فضل سے اس وقت پرائیوٹ سیکرٹری کے دفتر میں کام کر رہے ہیں اور بڑے اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: واقفِ زندگی لڑکے کو بھی اور لڑکی کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ دوسروں کی نسبت ان کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ ان کے عملی نمونے دیکھ کر دوسروں نے بھی نصیحت پکڑنی ہوتی ہے۔ اس لئے چاہے وہ گھریلو معاملات ہوں یا باہر کے، ہر معاملہ میں واقفِ زندگی کو اپنا نمونہ قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا نکاح عزیزہ ثوبیہ مخدوم واقفۂ نو بنت مکرم محمد ذوالقرنین مخدوم صاحب لندن کا ہے۔ ان کا نکاح عزیزم شیخ عبدالحنان جو واقف نو ہیں اور جامعہ احمدیہ جرمنی کے طالبعلم ہیں اور مکرم شیخ عبد الرؤف صاحب کے بیٹے ہیں کے ساتھ چار ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ انیلہ بشارت کا ہے جو مکرم بشارت احمد صاحب کارکن جامعہ یوکے کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عبدالقوی طارق ابن مکرم عبدالمغنی زاہد صاحب کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ مائدہ عثمان بنت مکرم طارق عثمان صاحب جرمنی کا ہے جو عزیزم آفاق احمد مشتاق کے ساتھ آٹھ ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے، جو واقف نو ہیں اور محمود مشتاق صاحب جرمنی کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ حانیہ لطیف شیخ کا ہے جو واقفۂ نو ہیں اور مکرم رضوان لطیف شیخ صاحب کینیڈا کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عطاء البصیر ابن مکرم فضل احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم یوکے کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دولہن کے وکیل مکرم مبشر احمد صاحب ظفر ہیں۔ ولی نہیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ لائلہ دین بنت مکرم بشیر الدین صاحب کا عزیزم غالب احمد شیخ ابن مکرم رفیق احمد شیخ صاحب جرمنی کے ساتھ گیارہ ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

اس نکاح کے فریقین میں ایجاب وقبول کے دوران حضور انور نے دریافت فرمایا کہ یہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کون سے ہیں؟ جو دارالصدر شمالی میں رہتے ہیں۔ وہی ہیں ناں؟ عرض کی گئی کہ جی حضور، وہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ صائمہ احمد بنت مکرم سعید احمد صاحب کا ہے جو عزیزم عدیل احمد ابن مکرم شفیق احمد صاحب سربٹن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ سمیرہ مبارکہ کھوکھر بنت مکرم ملک حفیظ احمد کھوکھر صاحب لندن کا ہے جو عزیزم فرید احمد مرزا ابن مکرم سعید احمد مرزا صاحب لندن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ نائلہ ملک بنت مکرم ارشد شہباز صاحب کا ہے۔ ان کا نکاح مکرم

David Joseph Quoil son of
Mr. Michael Quoil of Germany

کے ساتھ بیس ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور حق مہر کی رقم یورو کی بجائے پاؤنڈ میں بیان فرما دی تو اس پر دولہن کے والد نے عرض کی کہ حضور حق مہر یورو میں ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:۔ Sorry یورو میں ہے۔ آپ اپنے داماد کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔

بعدازاں دولہے سے انگریزی زبان میں ایجاب و قبول کے بعد حضور انور نے فرمایا:

Allah bless your Nikah in every respect.

تمام نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

مکرم سید منصور احمد بشیر صاحب (مرحوم)

(لئیق احمد طاہر۔ مبلغ سلسلہ یوکے)

الفضل 31 جنوری 2015ء سے یہ افسوسناک خبر پہنچی کہ ایک عظیم خادم سلسلہ سید منصور احمد بشیر صاحب 30 دسمبر 1914ء کو رحلت فرما گئے ہیں۔

خاکسار 1959ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوا۔ چند سال بعد آپ بھی اسی بے نظیر مادرِ علمی میں داخل ہوگئے۔ آپ کے چہرے پر شرافت اور تقویٰ کے نمایاں آثار نظر آتے تھے۔ آپ کے تقویٰ اللہ کی ایک مثال جو آپ نے ایک بار باتوں باتوں میں زمانۂ طالبعلمی میں مجھے بتائی وہ ہمیشہ کے لئے میرے دل پر نقش ہوگئی۔ مَیں نے یہ واقعہ برطانیہ میں کئی تقاریر میں بیان کیا اور ہمیشہ احباب جماعت نے غیر معمولی روحانی سرور حاصل کیا۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ نے بتایا کہ بی ایس سی (سال دوم) کے سالانہ امتحان ہو رہے تھے۔ ایک پرچہ میں ایک سوال کا جواب آپ کو یاد نہیں تھا۔ آپ باقی کا پرچہ حل کر کے اس سوال کے جواب پر غور وفکر کرتے رہے لیکن ساری کوشش بیکار ثابت ہوئی۔ جب ممتحن نے آپ کو پریشان دیکھا تو چپکے سے آپ کے کان میں جواب بتا کر چلا گیا۔ اب آپ دہرے امتحان میں پھنس گئے۔ جواب نہ لکھیں تو سال ضائع ہوتا تھا اور اگر جواب لکھ دیں تو یہ جواب آپ کی کسی محنت کا پھل نہیں تھا۔ آپ سوچتے رہے اور پھر فیصلہ کیا کہ فیل ہونا منظور۔ عمر عزیز کا ایک سال ضائع کرنا منظور۔ والدین پہ ایک سال کی پڑھائی کے گراں مایہ اخراجات ڈالنا منظور لیکن ممتحن کا خاموشی سے کان میں بتایا ہوا جواب ہرگز ہرگز نہ لکھوں گا۔

آپ وہ سوال حل کئے بغیر پرچہ دے کر آ گئے اور فیل ہوگئے اور اگلے سال بی ایس سی کے امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوگئے اور نہایت امتیاز کے ساتھ ساری زندگی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت بے ریاء منکسر المزاج، زبردست قوّت عمل کے مالک خادمِ سلسلہ تھے۔

غالباً جامعہ میں ہمارا تیسرا یا چوتھا سال تھا۔ ایک بار ہم چند دوستوں نے پروگرام بنایا کہ چنیوٹ جاتے ہیں اور اڈّہ لاریاں سے لے کر چنیوٹ کی شاہی مسجد تک ہر دکان پر جماعت کا تعارفی لٹریچر دیں گے۔ وہ زمانہ بہت اچھا تھا۔ ابھی کچھ شرافت باقی تھی، جونہی یہ کام شروع کیا۔ ہمیں جلد ہی احساس ہوگیا کہ بھِڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے والا کام ہوگیا ہے۔ نوجوان لڑکوں کا ایک گروہ ہمارے اردگرد گھیرا ڈالنے لگا۔ مسلم بازار میں بعض دکانداروں سے میری ذاتی واقفیت تھی۔ خاکسار اپنے دوستوں کو لے کر ایک دکان میں چلا گیا۔ دکاندار نے بڑی محبت سے ہمارا ساتھ دیا اور دوسرے نوجوانوں کو سمجھایا کہ یہ بے ضرر اور شریف نوجوان ہیں۔ عقیدہ کے اختلاف کی وجہ سے گندی مخالفت کرنا اچھا نہیں۔ مجھے یاد ہے اس وقت مکرم منصور احمد بشیر صاحب پہاڑ جیسے استقلال کے ساتھ کھڑے رہے۔ ایک چنیوٹی نوجوان نے کہا کہ ہم تمہیں ماریں گے اور تم عمر بھر یاد رکھو گے کہ اس شہر میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے آئے تھے۔ مکرم منصور بشیر صاحب نے نہایت دھیمے انداز میں کہا کہ مارنا ہے تو مار لو، اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، ہم تو مار کھانے کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں۔ خاکسار چونکہ پارٹیشن کے بعد تین سال تک والدین کے ساتھ محلّہ گڑھا چنیوٹ میں رہا تھا اور ربوہ میں منتقل ہو جانے کے بعد بھی اپنے بڑے بھائی کے کاروبار کے سلسلہ میں مہینہ میں ایک دو بار چنیوٹ آتا جاتا تھا۔ کچھ دکانداروں سے بھی راہ ورسم تھی۔ خاکسار اپنے گروپ کو نئے رستوں سے لے کر اندر ہی اندر دریائے چناب کے پُل کے پاس لے آیا جہاں سے ہم بذریعہ بس ربوہ دارالامان میں پہنچ گئے۔ لیکن مکرم منصور بشیر صاحب کی جرأت وہمت ہمیشہ کے لئے میرے دل پر نقش ہوگئی۔

2005ء میں خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف نو کے چند طلبہ کے ساتھ کینیڈا کا جامعہ دیکھنے کے لئے بھجوایا۔ نیاگرا فال سے کچھ فاصلہ پر برلبِ سڑک ایک جماعت قائم ہے جس کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں۔ ہمارے بچپن کے زمانہ کے ہاکی کے مایہ ناز کھلاڑی جنہیں اُن کے والد حضرت مولانا ارجمند خان صاحب بھی لُپّہ کے نام سے خطاب فرماتے تھے۔ جناب لُپّہ صاحب بھی ان چند احباب میں شامل تھے جنہوں نے ہمارا استقبال اپنی مسجد میں کیا۔ نمازیں پڑھیں۔ چائے وغیرہ کے بعد کھانے کے لئے ایک احمدی کے گھر گئے جو غالباً مسجد سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ مکان کیا تھا۔ محل ہی تھا۔ خیر یہ تو ساری تمہید ہے اُس واقعہ کی جو مَیں اب درج کرنے لگا ہوں۔ اُن صاحب نے بتایا کہ مکرم منصور احمد بشیر صاحب نے جس بے لوث قربانی کے ساتھ کینیڈا میں جماعتیں قائم کی ہیں آج اُس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ دُور دراز کے علاقوں میں بسوں اور ریل پر جاتے اور میل ہا میل پیدل چل کر احمدیوں سے ملتے۔ وہ بتاتے تھے کہ ان کا مکان چونکہ سڑک سے بہت فاصلہ پر ہے، مکرم منصور صاحب بس سے اُتر کر اپنا بیگ اور لٹریچر وغیرہ اٹھائے ہوئے ان کے گھر پہنچتے۔ پھر احباب جماعت اکٹھے کئے جاتے اور یوں جماعت کی شیرازہ بندی ہوتی۔ منصور بشیر صاحب نے ہزار ہا میل کا سفر کیا اور مشرق و مغرب کے ساحلی علاقوں میں جماعتیں قائم کیں۔

آپ کی جفاکشی اور شوقِ عبادت کا ایک واقعہ درج کر کے یہ مضمون ختم کرتا ہوں۔ 64-1963ء میں ہمیں پیدل سفر کروایا گیا۔ یہ جامعہ کی تدریس کا ایک لازمی حصہ تھا۔ 150 میل سے زائد کے سفر میں طالبعلم کو صرف چار آنے خرچ کرنے کی اجازت تھی یا وہ نصف سیر چنے یا صرف دو چپاتیاں لے کر سفر کر سکتا تھا۔ راتوں کو سونے کا انتظام وغیرہ خود ہی کرنا ہوتا تھا۔ دو سے زیادہ طلبہ اکٹھے سفر نہیں کر سکتے تھے تا ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں اور خوداعتمادی کا سبق سیکھیں۔ ہمارے گروپ میں مکرم منصور احمد بشیر صاحب بھی شریک تھے۔ مجھے یاد ہے ہم ربوہ سے جھنگ مگھیانہ، پھر جھنگ صدر سے ہوتے ہوئے نواں لاہور پہنچے اور وہاں سے فیصل آباد اور فیصل آباد سے ربوہ پانچ دن کے بعد 160 میل سے زائد سفر کر کے پہنچے تھے۔ جب ہم دوسرے روز 60 میل کا سفر کر کے جھنگ صدر پہنچے تو سب بخار اور تھکاوٹ سے چُور تھے۔ شہری لڑکوں کے لئے 30 میل روزانہ کا سفر بہت جان جوکھوں کا کام ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وضو کرنے کی بھی ہمّت نہیں تھی۔ رات بارہ ایک بجے ہم پوچھ پوچھ کر مسجد احمدیہ پہنچے۔ چوکیدار نے دروازہ کھولنے میں بہت لیت و لعل کیا۔ مکرم سید منصور احمد بشیر صاحب نے اُس حالت میں بھی بڑے جذبہ کے ساتھ نماز کا اہتمام کیا۔ آپ سارے گروپ کے لئے ایک مشعل راہ تھے۔ دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کی مثال ایسے لوگوں پر ہی صادق آتی ہے۔

گو آپ کا جسم منحنی تھا لیکن عزمِ جواں کے مالک تھے۔ آپ نے 30 دسمبر 2014ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پائی۔ کینیڈا کے بانی مبلغ تھے۔ بعدۂ آپ نے افریقہ میں، پاکستان میں اور وکالت اشاعت میں سالہا سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ خدا تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور بخشش اور محبت کا سلوک فرمائے۔ آمین

؎ جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 336

مکرم عمادالدین عبدالحمید صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم عمادالدین صاحب آف مصر کے بیعت تک کے حالات کا تذکرہ کیا تھا، اس قسط میں ہم ان کے اس سفر کے باقی واقعات بیان کریں گے۔

تبلیغ اور ازہری شیخ سے ملاقات

مکرم عمادالدین عبدالحمید صاحب تحریر کرتے ہیں:

میں نے اپنے گھر والوں کو تبلیغ کرنی شروع کی تو کچھ عرصہ تک سننے کے بعد انہوں نے کہا کہ تم روزانہ اپنے نئے مسیح کی آمد اور دجال کے ظہور کے بارہ میں باتیں کرنے لگ جاتے ہو، یہ مت سمجھو کہ ہم کسی روز اپنے عقائد کو چھوڑ کر تمہاری باتوں پر ایمان لے آئیں گے۔ اس لئے براہ کرم ہمیں ایسی تشریحات سے باز رکھو۔ میں نے ان کی باتوں کا برا نہ منایا اور حکمت کے ساتھ مختلف طریقوں سے تبلیغ جاری رکھی۔

ایک روز میں اور میرا دوست اُسامہ بازار گئے۔ میں نے وہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تصویر پرنٹ کروائی اور لاکر اسے اپنے کمرے کی دیوار پر سجادیا۔ میرے گھر والے یہ دیکھ کر تو جیسے سکتے میں آ گئے۔ جماعت اور بانیٔ جماعت کے ساتھ میری محبت دیکھ کر انہوں نے میری سوچ اور میرے عقائد کے بارہ میں تعجب کا اظہار کرنا شروع کر دیا لیکن ان میں سے کوئی بھی سوال وجواب کرنے اور جماعتی عقائد کے بارہ میں میرے ساتھ بحث کرنے کی جرأت نہ رکھتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے ایک ازہری شیخ سے رابطہ کیا تا وہ مجھے احمدیت سے واپس لانے کی کوشش کرے۔ شیخ صاحب نے مجھے فون کیا اور ملاقات کے لئے بلایا۔ میں حاضر ہوا تو انہوں نے ڈائریکٹ بات شروع کرنے کی بجائے بتانا شروع کر دیا کہ میں تمہارے فلاں رشتہ دار کو بھی جانتا ہوں اور فلاں قریبی کے ساتھ بھی میرے تعلقات ہیں۔ فیملی کے بارہ میں ایسی باتیں کرنے کے بعد وہ اچانک کہنے لگے کہ تمہیں قادیانیت جیسے گمراہ فرقوں کے پیچھے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے جو انگریز کی ایجنٹ ہے اور جہاد جیسے شرعی حکم کو بھی منسوخ سمجھتی ہے؟ پھر جماعت کے بارہ میں دیگر مروّجہ اعتراضات کا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں تم نے خود بھی کورس کی کتب میں اس فرقہ کے بارہ میں کافی کچھ پڑھا ہوگا۔

میں نے کہا کہ کیا آپ نے بانیٔ جماعت احمدیہ کی بعض کتب پڑھی ہیں؟ انہوں نے فورًا کہا: ہاں۔ میں نے کتاب کا نام پوچھا تو انہوں نے فرار کی کوشش شروع کرتے ہوئے کہا کہ کیا ہر لکھنے والے کی کتب کا مجھے حافظ ہونا چاہئے؟ میں نے کہا کہ میں کسی بھی کاتب یا کسی بھی کتاب کی بات نہیں کررہا بلکہ اس کاتب اور اس کی کتاب کی بات کررہا ہوں جو اس وقت موضوعِ بحث ہے۔ اگر آپ کسی مخصوص کتاب کے بارہ میں بات کریں گے تو آپ سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے وہ کتاب پڑھی ہے یا نہیں؟ دیگر مولویوں کی طرح دراصل اس ازہری شیخ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی اور اِدھر اُدھر سے لے کر سنے سنائے اعتراضات دہرا رہے تھے۔ جب وہ کوئی مفید جواب دینے سے قاصر رہے تو میں اجازت لے کر واپس آ گیا۔

راہ مولیٰ میں اسیری

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ کسی نے پولیس میں میری شکایت کی ہے کہ گویا میں کسی دہشتگرد جماعت میں شامل ہوگیا ہوں اور میرا ان کے ساتھ انٹرنیٹ کے ذریعہ رابطہ رہتا ہے۔ پہلے تو میں نے کوئی پرواہ نہ کی لیکن بعد میں مَیں نے محسوس کیا کہ کوئی میری نگرانی کررہا ہے اور میرے گھر کے اردگرد بھی مجھے کسی کے آنے جانے اور نگرانی کرنے کا احساس ہوا۔ میں نے اس گومگو کی کیفیت کو ختم کرنے کے لئے تھانے کا رخ کیا اور جا کر پوچھا کہ اگر میرے بارہ میں کوئی بات قابلِ استفسار ہے تو میں حاضر ہوں، لیکن مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا گیا۔ دوسرے روز 15 مارچ 2010ء کو میرا دروازہ کھٹکا اور ایک تھانیدار اور سپاہی تو میرے گھر میں آ گئے جبکہ کئی سپاہیوں نے گھر کو گھیرے میں لے لیا۔ وہ مجھے گرفتار کر کے پولیس سٹیشن لے گئے۔

پولیس سٹیشن میں وہ مجھ سے جماعت کے عقائد کے بارہ میں پوچھ گچھ کرتے رہے۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ شاید کسی غلط فہمی کی بناء پر مجھے گرفتار کیا گیا ہے لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ اصل بات کچھ اور ہے اور صرف مجھے ہی گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ قاہرہ سے بھی کئی اور احمدی گرفتار ہوئے ہیں جن میں صدر جماعت مکرم حاتم حلمی الشافعی صاحب بھی شامل ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قاہرہ کے علاوہ دیگر اضلاع سے بھی بعض احمدیوں کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ دراصل ان گرفتاریوں کا پس منظر یہ تھا کہ عیسائی جب ایم ٹی اے العربیۃ کے پروگرام الحوار المباشر میں دلائل کا جواب دینے سے قاصر رہے تو حکومتِ مصر کو کسی طرح اس بات کا قائل کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ جماعت احمدیہ کے ٹی وی پروگرامز اور مصر کے احمدی مصر کے امن وسلامتی کے لئے گھمبیر خطرہ ہیں، لہٰذا انہوں نے ایم ٹی اے کو بند کرنے کیلئے بھی عدالت میں کیس دائر کردیا۔ چنانچہ اس وقت ایم ٹی اے کی نشریات کی بندش اور ہماری گرفتاریاں عیسائیوں کو خوش کرنے کے لئے کی گئی تھیں۔ بہرحال مجھے جماعت احمدیہ میں شمولیت کے جرم میں ایک ماہ تک جیل میں رکھا گیا۔

ابتلاء

جیل میں قید کے دوران میرے رشتہ داروں نے میرے بارہ میں طرح طرح کی افواہیں پھیلائیں۔ ان باتوں کو سن سن کر میرے والدین بہت غمناک اور پریشان ہوئے۔ ایک ماہ کی قید کے مشکل ترین دن گزارنے کے بعد جب میں جیل سے نکلا تو والدین کی حالت کو تشویشناک پایا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ابھی چند سال قبل ہی میرے والدین کو اپنے دونوجوان بیٹوں کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا تھا۔ میرے یہ دونوں بھائی پانی میں ڈوب کر ہلاک ہوگئے تھے۔ اس صدمہ نے ہم سب کی کمر توڑ دی تھی اور اس غم میں والدین کی تو آنکھیں نہیں سوکھتی تھیں۔ دو بیٹوں کو تو وہ پہلے ہی کھو چکے تھے، اور اب تیسرا بیٹا بھی جیل کے چکر لگانے کی وجہ سے دُور جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ نیز اس کے بارہ میں لوگوں کی باتیں تیر بن کر برس رہی تھیں۔ میری والدہ کو اندر ہی اندر یہ غم کھائے جارہا تھا۔ چنانچہ وہ بیمار ہوگئیں اور میری رہائی کے چند روز بعد ہی ایک دن خاموشی سے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئیں۔

دوسری جانب میرے رشتہ داروں کی ایک بڑی تعداد کا تعلق سابق مصری صدر حسنی مبارک کی حاکم پارٹی سے تھا اور میرے قبولِ احمدیت کی وجہ سے وہ سمجھتے تھے کہ ان کے خاندان پر یہ ایک دھبہ لگ گیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے آپس میں میرے خلاف بہت سی غیر اخلاقی اور غیرمہذب باتیں پھیلا کر مجھ سے لاتعلقی کا اظہار کرنا شروع کردیا۔ ان افواہوں اور بھانت بھانت کی بے سروپا باتیں سن سن کر ہمارے کان پکنے لگے۔ ایسے میں والد صاحب نے مجھے کہا کہ تمہاری ضد کی وجہ سے ہمیں جو تکلیفیں پہنچی ہیں اب ان کی انتہا ہوگئی ہے لہٰذا اب ہوش کے ناخن لو اور اس جماعت کو چھوڑ دو۔ پھر جب انہوں نے مجھے اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم دیکھا تو لوگوں کی باتوں سے گھبرا کر مجھے شہر سے دور بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ میرے لئے سعودی عرب میں ایک نوکری کا بندوبست کیا گیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے مصر چھوڑ کر سعودی عرب جانا پڑا۔

خدا کا انتقام

امامِ وقت کو قبول کرنے کے جرم میں مجھے سلاخوں کے پیچھے بھیج دیا گیا ایسے میں معاشرے کی طرف سے تہمتیں لگائی گئیں اور کردارکشی کی گئی جس کے نتیجہ میں مجھے وطن چھوڑنا پڑا۔ گو اس لحاظ سے تو مجھے اطمینان تھا کہ یہ سب کچھ خدا کے راستے میں برداشت کرنے کی توفیق مل رہی ہے لیکن ان تمام واقعات کا میرے دل پر گہرا اثر ضرور تھا۔ میرے ایک رشتہ دار نے وقت رخصت میری حالت کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ کہا کہ اللہ تمہاری کردار کشی کرنے والوں اور تم پر ظلم کرنے والوں سے خود انتقام لے۔

مَیں تو سعودی عرب چلا گیا بعد میں جنوری 2011ء میں مصر میں فسادات شروع ہوئے اور وہ حاکم اور وہ پارٹی جو کئی دہائیوں سے حکمرانی کرتی چلی آرہی تھی اور خود کو بلند وبالا مضبوط پہاڑ سمجھتی تھی وہ آن کی آن میں روئی کے گالوں کی طرح اڑا کر ایک طرف کردی گئی۔

اس انقلاب کے بعد میرے رشتہ داروں کو بھی مجھ پر ظلم کا احساس ہوا۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے فون کر کے میری خیریت دریافت کی اور درخواست کی کہ اگر ان کے لائق کوئی خدمت ہو تو وہ انہیں ایسا کرکے دلی تسکین ملے گی۔

مَیں اور میرے ساتھی

سعودی عرب میں مَیں نے پوری تندہی کے ساتھ اپنا کام جاری رکھا۔ میرے اکثر ساتھی کام کے دوران میرے اخلاص اور حساب کتاب میں امانتداری کے معترف تھے، جبکہ بعض ساتھیوں کے غیر قانونی کاموں کی انجام دہی سے میں نے انکار کیا تو انہوں نے میری مخالفت شروع کردی۔ وہ اکثر مجھ سے پوچھتے کہ تمہارا تعلق کس فرقے سے ہے؟ میں نے ہر پوچھنے والے کو اپنے بارہ میں واضح طور پر بتایا کہ میں احمدی مسلمان ہوں لیکن اس بارہ میں دفتر میں بات نہیں ہوگی۔ یہ سن کر بعض نے کنارہ کشی اختیار کرلی، بعض نے میرے بارے میں تحقیق کرنی شروع کردی، اور بعض نے اطمینان کرنے کے بعد خاموشی اختیار کرلی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے ایک دوست نے اپنے طور پر تحقیق کرنے کے بعد مجھ سے کہا کہ آپ کے بارہ میں مروّجہ اعتراضات میں تو کوئی صداقت نہیں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ آپ لوگ عام مسلمانوں کی طرح لمبی داڑھی اور چھوٹی شلوار جیسے عمومی مسائل کی بات نہیں کرتے بلکہ آپ کے ساتھ بحث کا آغاز ہی نبوت اور وحی جیسے مشکل مسائل سے ہوتا ہے۔

جہانِ نو کے نوشتے

مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد کتب پڑھنے کی توفیق ملی ہے۔ حضور علیہ السلام کا کلام پڑھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ خدا کی تائید کے بغیر ایسے کلمات لکھے ہی نہیں جاسکتے جنہیں پڑھ کر روحانی تشفی اور بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے حضور علیہ السلام کی کتب کا حرف حرف آپ کی صداقت پر گواہ ہے۔ حضور علیہ السلام کی عربی کتابیں تو ایک معجزہ ہیں۔ علاوہ ازیں حقیقۃ الوحی اور آئینہ کمالات اسلام ایسی کتابیں ہیں جنہیں پڑھ کر بہت لطف آیا۔

خلافت سے تعلق

خلافت سے مجھے عشق ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرالعزیز کی محبت تو خدا تعالیٰ نے خاص طور پر میرے دل میں ڈالی ہے۔ حضورانور کی طرف سے جب بھی مجھے خط کا جواب موصول ہوتا ہے تو جذبات پر قابو نہیں رہتا۔ خلافت کے لئے دل میں راسخ ہونے والی خداداد محبت کا یہ عالم اور یہ جذبات ہیں جو ایک دودھ پیتے بچے کے اپنی شفیق ماں اور اس کی آغوش کے لئے ہوتے ہیں۔

15/مارچ

15/مارچ کا دن میری پیدائش سے لے کر اب تک میری زندگی میں بہت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ 15/مارچ 1982ء میری پیدائش کا دن ہے۔ مجھے احمدیت قبول کرنے کے جرم میں 15/مارچ 2010ء کو ہی گرفتار کیا گیا۔ پھر اس کے ایک سال بعد مصر میں مبارک حسنی کی حکومت ختم ہونے کے بعد سی آئی ڈی کے مرکزی دفاتر کی عمارت کو جلانے کا واقعہ بھی 15/مارچ 2011ء کو ہوا۔ یہی وہ ادارہ تھا جس کے حکم اور نگرانی میں جملہ احمدیوں کو ناحق گرفتار کر کے کئی روز تک جیل میں قید وبند کی صعوبتیں جھیلنے پر مجبور کیا گیا۔ پھر یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جس لڑکی سے میری شادی ہوئی اس کی بیعت کی تاریخ بھی 15/مارچ 2013ء ہے حالانکہ شادی سے قبل ہم ایک دوسرے کو جانتے بھی نہ تھے۔ ان تمام اتفاقات کو دیکھ کر ہم نے اپنی شادی کی تاریخ بھی 15/مارچ 2014ء رکھی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

(باقی آئندہ)

سلسلہ احمدیہ کی تمدّنی ضروریات

(اقتباس از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

فرمودہ 27 دسمبر 1932ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان)

(دوسری اور آخری قسط)

تعاون علی البرّ

تمدّنی ضرورتوں میں سے ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے۔ پہلے مَیں ذکر کر آیا ہوں کہ ایک دوسرے کی امداد کی جائے مگر جہاں مَیں یہ کہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو وہاں مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس بات کا انتظار نہ کرو کہ مَیں کسی کی سفارش کروں تب مدد کی جائے۔ کہتے ہیں اس طرح آپ کو دعا کرنے کی تحریک ہوگی مگر مَیں کسی مومن کے متعلق یہ توقع ہی نہیں رکھتا کہ جب وہ اپنے کسی بھائی کے کام آسکتا ہو تو کام نہ آئے۔

لیکن ایک اور بات ہے اور وہ یہ کہ **ایک طبقہ ایسا ہے جو سفارش میں خلافت کو بھی کھینچ کر لانا چاہتا ہے۔ یہ بہت گری ہوئی اور نہایت قابلِ نفرت بات ہے۔ خلافت نبوت کی نیابت ہے اور نبوت خدا کی نیابت ہے۔ پس خلیفہ کو ایسی جگہ کھڑا کرنا جہاں اس کی گردن نیچی ہو، بہت بڑی ہتک** ہے۔ ہم دنیوی لحاظ سے بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں مگر یہ بھی سمجھتے ہیں کہ **خلیفہ کا درجہ تمام دنیا کے بادشاہوں سے بڑا ہے۔ اگر کوئی یہ نہیں یقین رکھتا تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسیحیت سے واقف نہیں۔**

خلیفہ کے پاس اس لئے آنا کہ ڈپٹی کمشنر یا کسی مجسٹریٹ کو سفارش کرائی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ کی ان حکّام کے سامنے نظر نیچی کرائی جائے اور اگر اس حد تک خلیفہ کی سفارش لے جائیں تو پھر خدا تعالیٰ پر توکّل کہاں رہا۔ جو شخص کسی مجسٹریٹ کے لئے سفارش چاہتا ہے اسے تو مَیں مجرم سمجھتا ہوں۔ مَیں نے جب یہ رکھا ہے کہ اپنی جماعت کے کسی قاضی کے متعلق اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس نے کسی معاملہ میں کسی کی سفارش قبول کی ہے تو مَیں اسے نکال دوں گا تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ کسی مجسٹریٹ سے خود سفارش کروں۔ بعض دفعہ کر دیتا ہوں مگر وہ اَور رنگ کی سفارش ہوتی ہے۔ مثلاً یہ کہ مقدمہ کا جلدی تصفیہ کر دیا جائے۔ اس قسم کی سفارش میں نقص نہیں مگر یہ کہ فلاں کے حق میں فیصلہ کیا جائے، یہ نہیں ہوسکتا۔ ایک شخص نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ میرا کیس اتنا اہم ہے کہ خلیفہ کو خود گورنر کے پاس جا کر کہنا چاہئے کہ فیصلہ میرے حق میں ہو۔ ایک شخص نے کہا ہمارے علاقہ میں تبلیغ کا بڑا موقع نکلا ہے اور وہ یہ کہ مجھے نمبردار بنوا دیا جائے۔ مَیں متنبّہ کرتا ہوں کہ اس قسم کی سفارشات چاہنا خلافت کی ہتک ہے اور اسے جاری نہیں رہنا چاہئے۔ اس قسم کے کاموں کے لئے مجھے مت کہا کرو بلکہ جب آپس کے ایسے تعلقات نہ تھے اس وقت کون حفاظت کرتا تھا۔ خدا پر ہی توکّل کرو تا کہ کسی مشکل اور مصیبت کے وقت خود خدا تمہاری سفارش کرنے والا ہو۔

سلسلہ کی مذہبی ضروریات

اب مَیں مذہبی ضروریات کو لیتا ہوں۔ یہ ضرورتیں دو قسم کی ہیں۔ اوّل بِلا واسطہ اثر ڈالنے والی اور دوم بالواسطہ اثر ڈالنے والی۔

ابھی چند دن ہوئے، مَیں لاہور گیا تو مسلمانوں کے ایک لیڈر مجھ سے ملنے آئے۔ عبداللہ یوسف علی صاحب ان کا نام ہے، بہت قابل اور سمجھدار آدمی ہیں۔ مسلمانوں میں جو اعلیٰ طبقہ ہے اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ مَیں انگلستان میں رہتا ہوں۔ آپ کے مشن میں بھی جاتا ہوں۔ مَیں یہ مانتا ہوں کہ آپ کے مشن کے ذریعہ کچھ لوگ مسلمان ہوئے ہیں مگر وہ بہت غریب طبقہ کے ہیں۔ کیا آپ امید رکھتے ہیں کہ ان کے ذریعہ یورپ کو مسلمان کرلیں گے؟ مَیں نے کہا: ہاں مَیں مانتا ہوں کہ نَومسلم غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا پھر آپ اس مشن پر اتنا روپیہ کیوں صرف کرتے ہیں۔ مَیں نے کہا اس لئے کہ جب ہم ہندوستان میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں مذہب کو کیا لئے پھرتے ہو، یورپ کے فلسفہ نے مذہب کو مٹا دیا ہے۔ لیکن جب کوئی انگریز مسلمان ہوتا ہے اور ہندوستان میں اس کا اعلان ہوتا ہے تو وہ لوگ جو اہلِ یورپ کی تقلید میں مذہب کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے، انہیں خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں بھی مذہب کے متعلق غور کرنا چاہئے۔ اِس پر کہنے لگے مَیں سمجھ گیا آپ اس مشن سے بِلا واسطہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ہر احمدی کو ڈاڑھی رکھنی چاہئے

غرض بعض باتیں بِلا واسطہ فائدہ دیتی ہیں۔ انہی میں سے ایک ڈاڑھی رکھنا ہے۔ ایک صاحب میرے پاس آئے اور آکر کہنے لگے **کیا ڈاڑھی رکھنے سے خدا ملتا ہے؟** مَیں نے کہا۔ **ڈاڑھی رکھنے سے نہیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے سے خدا ملتا ہے۔** آپؐ نے چونکہ ڈاڑھی رکھی اس لئے ہمیں بھی آپ کی تقلید میں ڈاڑھی رکھنی چاہئے۔ .... ڈاڑھی رکھنا ایک ضروری امر ہے اور ہر احمدی کو اس کا احترام کرنا چاہئے۔

اوہام کا مقابلہ کیا جائے

دوسری ضروری بات جو مَیں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اوہام کا مقابلہ کیا جائے۔ نبی اس لئے آتے ہیں کہ دنیا سے اوہامِ باطلہ مٹائیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔

تعویذ اور ٹونے ٹوٹکے

کل ہی ایک سوال پیش کیا گیا کہ جماعت میں ایسے لوگ ہیں جو تعویذ اور ٹونے کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ میرے نزدیک یہ نہایت ہی کمزوریٔ ایمان کی علامت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک تعویذ دیا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ دیا تھا مگر وہ واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ نورالدین صاحب جمّوں والے کے ہاں کوئی لڑکا نہ تھا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ مَیں حضرت صاحب سے ان کو تعویذ لے دوں۔ میری اس وقت بہت چھوٹی عمر تھی۔ مَیں حضرت صاحب کے پیچھے پڑ گیا۔ آپؑ نے دعا لکھ کر دی جو مَیں نے خلیفہ صاحب کو دے دی، وہ دعا قبول ہوگئی اور خلیفہ صاحب کو خدا تعالیٰ نے نرینہ اولاد دی۔ دراصل وہ دعا جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھی اسی وقت قبول ہوچکی تھی۔ آگے اس تعویذ کو باندھنا خلیفہ صاحب کا کام تھا اس کا دعا کی قبولیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔

پس لوگوں کا یہ خیال کرنا کہ اگر دعا کو لکھ لیا جائے اور لٹکا دیا جائے تب وہ قبول ہوتی ہے بیہودہ وہم پیدا کرتا اور ذکرِ الٰہی کرنے کی جڑ کاٹتا ہے۔ دعا لکھنا تو منع نہیں لیکن جس کی دعا میں یہ اثر نہیں کہ ایک سیکنڈ میں قبول ہو اس سے دعا لکھا کر یہ سمجھنا کہ اب ہم دعا کرنے سے فارغ ہوگئے بہت بڑی غلطی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے محروم کردینے والی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو مثال پیش کی جاتی ہے اُس کے متعلق یہ بھی مدّنظر رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان تھی کہ خدا تعالیٰ آپ کی دعا ایک سیکنڈ میں قبول کرلے مگر آپ نے بھی اپنے طور پر کبھی دعا لکھ کر نہ دی تا کہ غلط مثال نہ قائم ہوجائے بلکہ میرے اصرار پر ایک بار لکھی۔

دراصل **تعویذ ایک قسم کا خیالی مسمریزم ہے** اور اگر دعا ہے تو دعا لکھوا کر یہ سمجھ لینا کہ اب ہم فارغ ہوگئے دعا کرنے کی ضرورت نہیں رہی ایک بیہودہ بات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِکَ اِلَّا فِی شُرَکَائِکَ (تذکرہ صفحہ 26۔ ایڈیشن چہارم) اور خلیفہ نورالدین صاحب آپ کے شرکاء میں سے نہ تھے۔ ان کے متعلق آپ نے جو دعا کی وہ قبول ہوگئی۔ مگر یہ کسی اَور کو تو نہیں کہا گیا پھر وہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال اپنے لئے قرار دے سکتا ہے۔ غور کرو۔ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عادتاً تعویذ نہ لکھا کرتے تھے۔ نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا، نہ آپ کے خلفاء نے۔ پھر نہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے کیا اور نہ مَیں کرتا ہوں۔ اگر کسی کو یہ دعویٰ ہے کہ اس کا تعویذ لکھنا مؤثر ہوسکتا ہے تو وہ آئے اور لکھے مَیں اس کے مقابلہ میں صرف ہاتھ لگا دوں گا اور خدا تعالیٰ اس سے فضل کرے گا۔

دراصل **دعا کی جڑ انکساری اور تذلّل ہے اور تعویذ اس کو جڑ سے کاٹ دیتا ہے۔** اگر کوئی بات پوری بھی ہوجائے تو تعویذ لکھنے لکھانے والے یہ نہیں کہیں گے کہ خدا تعالیٰ نے دعا قبول کی بلکہ یہی کہیں گے کہ تعویذ کی برکت سے ایسا ہوا اور یہ شرک ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو تعویذ دیا ہے اس پر کیوں عمل نہیں کیا جاتا۔ مثلاً ہر قسم کی تکلیف بیماری وغیرہ کے وقت یہ پڑھا کرو: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ (سورۃ الفلق)۔

ایک دفعہ دعا لکھ کر یہ سمجھ لینا کہ اس کا اثر ہوتا رہے گا وہی بات ہے جو ایک ہندو کے نہانے کے متعلق مشہور ہے جس نے سردی کے موسم میں دریا سے واپس آتے ہوئے پنڈت سے یہ کہہ کر تورا شنان سو مورا شنان سمجھ لیا تھا کہ میرا بھی اشنان ہوگیا۔ تعویذ بھی یہی ہوتا ہے کہ لکھا کر رکھ لیا اور سمجھ لیا کہ اب دعا کرنے سے فراغت حاصل ہوگئی۔ اس قسم کی گندی باتوں کو مٹانا ہمارے فرائض میں داخل ہے کیونکہ یہ اس صحیح سپرٹ کو مٹانے والی ہوتی ہیں جسے پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے نبی آتے ہیں۔ اگر ان باتوں سے کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہم کی وجہ سے ہوتا ہے مگر وہم کو ترقی دینا سخت نقصان رساں ہے۔

تبلیغ احمدیت کرتے رہنا چاہئے

تیسری چیز جس کی طرف مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ تبلیغ ہے۔ اس سال یوم التبلیغ کا اعلان کیا گیا تھا۔ یہ اتنا بابرکت ثابت ہوا ہے کہ کئی لوگ جنہوں نے سالہا سال سے تبلیغ نہ کی تھی انہوں نے بھی اس دن تبلیغ کی۔ ابھی چند دن ہوئے ایک نواب صاحب آئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک معزّز صاحب تھے جنہوں نے بیعت کی اور کہا یہ نواب صاحب کے یوم التبلیغ منانے کا نتیجہ ہے۔ دس بارہ سال سے ان سے میرا تعلق تھا لیکن کبھی انہوں نے تبلیغ نہ کی تھی۔ اس دن جو مَیں ان کے پاس گیا تو کہا آج ہمیں تبلیغ کرنے کا حکم ہے اور خوب تبلیغ کی۔ اسی دن مَیں نے بیعت کرلی۔

اس دن ایسی مزیدار تبلیغ ہوئی کہ کئی دوستوں نے خواہش ظاہر کی کہ یہ دن بار بار آنا چاہئے۔ مَیں ابھی ایسا تو نہیں کرسکتا۔ مگر اسی دن پر نہیں رہنا چاہئے بلکہ جب تک دوسری دفعہ یوم التبلیغ آئے، اپنے طور پر بھی تبلیغ کرتے رہنا چاہئے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے **صرف منہ کی باتوں سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے بھی تبلیغ کرو۔ تبلیغ اپنے اعمال میں درستی بھی پیدا کرتی ہے۔** جب دوسروں کو انسان تبلیغ کرتا ہے تو اسے اپنے متعلق شرم آجاتی ہے کہ مجھے بھی اصلاح کرنی چاہئے۔ **پس تبلیغ کرنا نہ صرف جماعت کی ترقی کا موجب ہے بلکہ اپنی اصلاح کا بھی موجب ہے۔**

عبادات کا قیام

چوتھی بات جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ عبادات ہیں۔ عبادت انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتی ہے۔ خدا کے فضل سے جماعت کی اس طرف توجہ ہے مگر پھر بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگوں میں کمزوری ہے۔ **ایک احمدی کا بھی نماز نہ پڑھنا یا نماز پڑھنے میں سستی کرنا میرے نزدیک قومی ہلاکت کے مترادف ہے۔ ہر ایک احمدی کو نہ صرف نماز کا بلکہ باجماعت نماز کا خیال رکھنا چاہئے۔** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز کا بہت زیادہ ثواب بتایا ہے۔ (بخاری، کتاب الاذان باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)۔ **ہر احمدی کو چاہئے کہ نماز کی پابندی کرے اور کرائے۔**

اَور بھی عبادات ہیں مثلاً رمضان کے روزے ہیں۔ ذکرِ الٰہی بھی بہت ضروری اور مفید چیز ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں ذکرِ الٰہی دلوں کو صیقل کرتا ہے۔ اس کی طرف ہماری جماعت کے لوگوں کو اتنی توجہ نہیں جتنی ہونی چاہئے۔

سلسلہ کا لٹریچر پڑھنے کی تاکید

مذہبی طور پر، مَیں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مذہبی روح کے لئے سلسلہ کا لٹریچر نہایت ضروری چیز ہے۔ مگر افسوس کہ جماعت کی عدم توجہی کی وجہ سے لٹریچر اتنا شائع نہیں ہوتا جتنا ہونا چاہئے...... **دوستوں کو چاہئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب خصوصیت سے زیادہ پڑھا کریں اور بکثرت اپنے گھروں میں رکھیں۔** یہ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے نہایت قیمتی خزانہ ہے۔ **پھر سلسلہ کے اخبارات بھی خریدنے چاہئیں۔** ''الفضل'' کی پندرہ سال قبل جتنی اشاعت تھی اتنی ہی اب بھی ہے...... مذہب کو قائم رکھنے کے لئے مذہبی روح کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور سلسلہ کے لٹریچر سے پیدا ہوسکتی ہے۔ احباب اسے پڑھا کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی توفیق دے۔

(انوار العلوم جلد 12۔ صفحہ 598 تا 609)

......☆☆......☆☆......☆☆......

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیرت ایمانی اور آپؑ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 23؍جنوری 2015ء بمطابق 23 صلح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اس وقت مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ واقعات پیش کروں گا جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بیان فرمائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام اور آپؐ کا اس بارے میں معیار کیا تھا اور ردّعمل کس طرح ہوتا تھا اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ لیکھرام کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ لاہور یا امرتسر کے سٹیشن پر تھے کہ پنڈت لیکھرام بھی وہاں آیا اور اس نے آپ کو آ کر سلام کیا۔ چونکہ پنڈت لیکھرام آریہ سماج میں بہت بڑی حیثیت رکھتے تھے اس لئے جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ تھے وہ بہت خوش ہوئے کہ لیکھرام آپ کو سلام کرنے آیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ اور جب یہ سمجھ کر کہ شاید آپ نے دیکھا نہیں کہ پنڈت لیکھرام صاحب سلام کر رہے ہیں آپ کو اس طرف توجہ دلائی گئی تو آپ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ اسے شرم نہیں آتی کہ میرے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور مجھے آ کر سلام کرتا ہے۔ گویا آپ نے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہ کی کہ لیکھرام آیا ہے۔ لیکن عام لوگوں کے نزدیک یہی بہت بڑی کامیابی ہوتی ہے کہ کسی بڑے رئیس یا لیڈر سے ان کو ملنے کا اتفاق ہو جائے۔ چنانچہ جب کوئی ایسا شخص ان کے پاس آتا ہے وہ بڑی توجہ سے اس سے ملتے ہیں لیکن اگر کوئی غریب آ جائے تو پرواہ بھی نہیں کرتے۔" (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 161)

اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ آپ نے اس طرح بھی فرمایا کہ آریوں میں لیکھرام کی جو عزت تھی اس کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ ان سے ملنا اپنی عزت سمجھتے تھے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کی غیرت دیکھئے کہ پنڈت صاحب خود ملنے کے لئے آتے ہیں مگر آپ فرماتے ہیں کہ میرے آقا کو گالیاں دینا چھوڑ دے تب ملوں گا۔" (ماخوذ از تقریر سیالکوٹ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 114)

یہاں اس واقعہ میں جہاں غیرت رسول کا پتا چلتا ہے وہاں یہ بھی سبق ہے کہ صرف بڑے لوگوں کو اس وجہ سے سلام کر دینا کہ وہ بڑے ہیں اور ہماری عزت قائم ہو گی کافی نہیں بلکہ غریب کی عزت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے اور اصل چیز غیرت دکھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر بڑا آدمی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلط الفاظ میں کچھ کہتا ہے تو چاہے وہ کتنا بڑا ہو اس کو اہمیت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بہر حال اس کے مختلف زاویے ہیں۔

پھر اسی طرح ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ "حضرت مرزا صاحب کا سلوک اپنی اولاد سے ایسا اعلیٰ درجہ کا تھا کہ قطعاً خیال نہیں کیا جا سکتا تھا کہ آپ کبھی ناراض بھی ہو سکتے ہیں۔" حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں "ہم چھوٹے ہوتے تھے تو سمجھتے تھے کہ حضرت صاحب کبھی غصّے ہوتے ہی نہیں۔" اولاد سے محبت کا معیار اس قدر بلند تھا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ سے ہی بیان کیا کہ "حضرت مرزا صاحب نے ایک دفعہ کہا کہ میری پسلی میں درد ہے جہاں ٹکور کی گئی لیکن آرام نہ ہوا۔ آخر دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ کی جیب میں اینٹ کا ایک روڑا پڑا تھا جس کی وجہ سے پسلی میں درد ہو گیا۔ پوچھا گیا کہ حضور! یہ کس طرح آپ کی جیب میں پڑ گیا۔ فرمایا محمود نے مجھے یہ اینٹ کا ٹکڑا دیا تھا کہ سنبھال کر رکھنا۔ مَیں نے جیب میں ڈال لیا کہ جب مانگے گا نکال دوں گا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ مجھے دے دیں مَیں اپنے پاس رکھ لیتا ہوں۔ فرمایا نہیں، مَیں اپنے پاس ہی رکھوں گا۔ تو آپ کو اولاد سے ایسی محبت تھی"۔ اور حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ "ہم سب سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے اور خاص طور پر ہمارے سب سے چھوٹے بھائی مرزا مبارک احمد جو تھے ان سے بہت محبت تھی۔ اور ہم سمجھتے تھے کہ اس سے زیادہ آپ کسی سے محبت نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر غالب نہیں آئی۔ جب اس لاڈلے بچے نے ایک دفعہ بچپن کی ناسمجھی کی وجہ سے منہ سے کوئی ایسی بات نکال دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف تھی تو اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے زور سے اسے جسم پہ مارا۔"

(ماخوذ از تقریر سیالکوٹ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 115-114)

پھر ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لاہور میں آریوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں شامل ہونے کی دعوت حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو بھی دی گئی اور بانیان جلسہ نے اقرار کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی بُرا لفظ استعمال نہیں کیا جائے گا لیکن جلسے میں سخت گالیاں دی گئیں۔ ہماری جماعت کے بھی کچھ لوگ وہاں گئے تھے جن میں مولوی نورالدین صاحب بھی تھے جن کی حضرت مرزا صاحب خاص عزت کیا کرتے تھے۔ جب آپؑ نے سنا کہ جلسے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں ہیں تو مولوی صاحب کو کہا کہ وہاں بیٹھا رہنا آپ کی غیرت نے کس طرح گوارا کیا؟ کیوں نہ آپ اٹھ کر چلے آئے؟ اس وقت آپ علیہ السلام ایسے جوش میں تھے کہ خیال ہوتا تھا کہ مولوی صاحب سے بالکل ناراض ہو جائیں گے۔ مولوی صاحب نے کہا حضور! غلطی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا یہ کیا غلطی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جائیں اور آپ وہاں بیٹھے رہیں۔

(ماخوذ از تقریر سیالکوٹ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 115-114)

پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ساتھ میں بھی گیا ہوا تھا اور مجھے بھی بڑی سختی سے ڈانٹا کہ تم وہاں بیٹھے کیوں رہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 298)

پس آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ لوگ جو الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ کیا یہ لوگ ان جذبات کا، اس اظہار کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ کاش یہ الزام لگانے والے آپ کے عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں۔

پھر جو عبداللہ آتھم سے ایک مباحثہ ہوا تھا اس کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہتے ہیں "کتاب جنگ مقدس جس میں آتھم کا مباحثہ چھپا ہے یہ حضرت مسیح موعودؑ کا مباحثہ اس وقت ہوا جبکہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور مولوی آپ کے کافر ہونے کا اعلان کر چکے تھے اور فتویٰ دے چکے تھے کہ آپ واجب القتل ہیں۔ وہ امن جو (اس زمانے میں جب آپ 1923ء میں یہ بات فرما رہے تھے) اَب جماعت کو حاصل ہے اس وقت ایسا بھی نہ تھا بلکہ اب جیسے ان مقامات پر جہاں تھوڑے احمدی ہیں اور ان کا جو حال ہے ایسا ساری جماعت کا حال تھا اور ہر جگہ یہی حالت تھی۔ ایسے موقع پر جنڈیالہ کے ایک غیر احمدی کا عیسائی سے مقابلہ ہوتا ہے کیونکہ وہ مقابلہ غیر احمدیوں کا تھا اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعوت دی تھی کہ آپ ہماری طرف سے یہ مباحثہ کریں، مقابلہ کریں۔ کہتے ہیں کہ ایک

غیراحمدی کا عیسائی سے مقابلہ ہوتا ہے اس نے حضرت صاحب سے درخواست کی تھی کہ آپ مقابلہ کریں۔ اس پر آپ جھٹ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس وقت یہ نہ کہا کہ عیسائی ہمارے ایسے دشمن نہیں ہیں جیسے غیراحمدی ہیں کیونکہ عیسائیوں نے تو قتل کا فتویٰ نہیں دیا ہوا تھا لیکن ان غیراحمدیوں نے، مولویوں نے قتل کا فتویٰ دیا ہوا تھا۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت قائم کرنے کے لئے، اسلام کی عزت قائم کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت قائم کرنے کے لئے مطالبہ ہوتا ہے، خواہ وہ غیراحمدیوں کی طرف سے ہی ہو تو پھر آپ مباحثے کے لئے چلے گئے اور قادیان سے باہر گئے۔ (الفضل 22 مارچ 1923ء صفحہ 5 جلد 10 نمبر 73)۔ یہ آپ کی غیرت ایمانی تھی جس کے لئے آپ نے کچھ بھی پرواہ نہ کی۔

بہرحال یہ ایک لمبا مباحثہ تھا اور 15 دن کے لئے چلا۔ اس کے آخر میں آپ نے دعا کی اور ایک معیار مقرر کیا اور پیشگوئی فرمائی۔ اس پیشگوئی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تُو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔‘‘ (جنگ مقدس روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 292-291)

سچے خدا کو تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ماننے والے تھے۔ عیسائیوں نے تو یسوع کو خدا بنایا ہوا تھا اور اس پر بحث کر رہے تھے۔ بہرحال یہ ایک لمبی بحث ہے جیسا کہ میں نے کہا اس کا انجام بھی دنیا نے دیکھا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دو واقعات بیان کئے ہیں وہ پیش کرتا ہوں۔

ایک جگہ یہ ذکر کرتے ہوئے آپ نے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف کا ذکر کیا ہے کہ ’’ڈپٹی عبداللہ آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو انذاری پیشگوئی فرمائی تھی (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ مَیں پڑھ چکا ہوں) جب اس کی میعاد گزر گئی اور آتھم نہ مرا۔ (پندرہ ماہ کی میعاد تھی۔) تو ظاہر بین لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ ایک دفعہ نواب صاحب بہاولپور کے دربار میں بھی بعض لوگوں نے ہنسی اڑانی شروع کر دی کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور آتھم ابھی تک زندہ ہے۔ اس وقت دربار میں خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے بھی بیٹھے ہوئے تھے جن کے نواب صاحب مرید تھے۔ باتوں باتوں میں نواب صاحب کے منہ سے بھی یہ فقرہ نکل گیا کہ ہاں مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اس پر خواجہ غلام فرید صاحب جوش میں آ گئے اور انہوں نے بڑے جلال سے فرمایا کہ کون کہتا ہے آتھم زندہ ہے۔ مجھے تو اس کی لاش نظر آ رہی ہے۔ اس پر نواب صاحب خاموش ہو گئے۔‘‘ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بظاہر زندہ معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً مردہ ہوتے ہیں اور بعض مردہ نظر آتے ہیں لیکن حقیقتاً زندہ ہوتے ہیں۔ جو لوگ خدا کی راہ میں جان دیتے ہیں وہ درحقیقت زندہ ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زندہ ہوتے ہیں ان میں سے ہزاروں روحانی نگاہ رکھنے والوں کو مردہ دکھائی دیتے ہیں۔ (جو زندہ لوگ ہیں وہ روحانی نگاہ رکھنے والوں کو مردہ دکھائی دیتے ہیں۔) کسی بزرگ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ قبرستان میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے ان سے کہا کہ آپ زندوں کو چھوڑ کر قبرستان میں کیوں آ گئے ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے تو شہر میں سب مردے ہی مردے نظر آتے ہیں اور یہاں مجھے زندہ لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ پس روحانی مُردوں اور روحانی زندوں کو پہچاننا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔‘‘ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 292)

اس کو پہچاننے کی حقیقی مومن کو کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن روحانی نظر ہو تو پھر ہی زندوں کا اور مُردوں کا فرق نظر آتا ہے اور یہ ہم میں سے ہر ایک کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عبداللہ آتھم کے بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی موت بھی اس کو آ گئی تھی اور پیشگوئی کے مطابق ہوئی تھی۔ ہاں تھوڑا سا اس میں وقفہ پڑا تھا اور اس کی بھی وجوہات تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بیان فرمائی ہیں۔

پھر اسی آتھم کی پیشگوئی کے بارے میں ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ’’مومن کا کام اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنا ہوتا ہے۔ کام تو خدا تعالیٰ کرتا ہے لیکن ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم وہی کچھ کریں، ہم وہی کچھ سوچیں اور ہم وہی کچھ کہیں جو خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔ (ہم وہ کریں، وہ سوچیں اور وہ کہیں جو خدا تعالیٰ کہتا ہے۔) حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب آتھم کے متعلق پیشگوئی فرمائی اور پیشگوئی کی میعاد گزر گئی۔ مَیں اس وقت چھ سات سال کی عمر کا تھا۔ مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے جس جگہ قادیان میں بُک ڈپو ہوا کرتا تھا اور اس کے ساتھ والے کمرے میں موٹر کھڑی ہوتی تھی۔ اس کے مغرب والے کمرے میں خلیفۃ المسیح الاوّلؓ پہلے درس دیا کرتے تھے یا مطبّ کیا کرتے تھے۔ آخری ایام میں مولوی قطب الدین صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں مطبّ کرتے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ پھر ایک کوٹھڑی تھی (جگہ بھی بتا رہے ہیں) اس میں کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس وقت وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پریس ہوتا تھا اور اس کمرے میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مطبّ فرمایا کرتے تھے فرمہ بندی ہوتی تھی اور پھر وہاں سے کوٹھڑی میں کتابیں رکھ دی جاتی تھیں۔ بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بعض شاگرد بھی وہاں رہا کرتے تھے۔ ان دنوں میں بہت کم لوگ ہوا کرتے تھے۔ اس لئے عام طور پر جو لوگ وہاں آتے تھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے شاگرد بن جاتے تھے۔ یہی مدرسہ تھا اور حضرت خلیفہ اول ہی پڑھایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ وہ لوگ آپ کے شاگرد بھی ہوتے تھے اور سلسلے کے خادم بھی ہوتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ مَیں چھوٹا سا تھا کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا وقت پورا ہوا۔ غالباً یہ چورانوے کے آخر یا پچانوے کے شروع کی بات ہے۔ میں اس وقت ساڑھے پانچ یا چھ سال کا تھا ابھی تک وہ نظارہ مجھے یاد ہے۔ اس وقت تو میں اسے نہیں سمجھتا تھا کیونکہ میری عمر بہت چھوٹی تھی لیکن اب واقعات سے مَیں سمجھتا ہوں کہ جس دن آتھم کی پیشگوئی پوری ہونے کا آخری دن تھا یعنی پندرہ مہینے ختم ہونے تھے اس دن اتنا قہر مچا ہوا تھا کہ لوگ رو رو کر چیخیں مار رہے تھے اور دعا کرتے تھے کہ خدایا آتھم مر جائے۔ یہ عصر کے بعد اور مغرب سے پہلے کی بات ہے۔ پھر نماز کا وقت ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد آپ مجلس میں بیٹھ گئے۔ گو اس عمر میں مَیں باقاعدہ مجلس میں حاضر نہیں ہوتا تھا لیکن کبھی کبھی مجلس میں بیٹھ جاتا تھا۔ اس دن مَیں بھی مجلس میں بیٹھ گیا۔ اس دن جو لوگ رو رو کر دعائیں کر رہے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے اس فعل پر ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کیا خدا تعالیٰ سے بھی بڑھ کر کسی انسان کو اس کے کلام کے لئے غیرت ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب یہ بات کہی ہے کہ ایسا ہوگا تو پھر ہمیں ایمان رکھنا چاہئے کہ ایسا ضرور ہوگا اور اگر ہم نے خدا تعالیٰ کی بات کو غلط سمجھا ہے تو خدا تعالیٰ اس بات کا پابند نہیں ہو سکتا کہ وہ ہماری غلطی کے مطابق فیصلہ کرے۔ (اگر ہم نے بات کو غلط سمجھ لیا تو خدا تعالیٰ اس بات کا پابند نہیں کہ فیصلہ اسی طرح کرے جس طرح ہم نے سمجھا ہے۔) ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ جب ہم نے ایک شخص کو راستباز مان لیا ہے تو اس کی باتوں پر یقین رکھیں۔ غرض مومن کا کام یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ پر توکل کرے۔ خدا تعالیٰ کی بات بہرحال پوری ہو کر رہتی ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 30 صفحہ 110-109)

اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ بڑی شان سے پوری ہوئی۔ ہاں وقتی طور پر عبداللہ آتھم کی توبہ کی وجہ سے یہ ٹل گئی لیکن آخر وہ اس پکڑ میں آ گیا۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ ایک دو جگہ کا ذکر مَیں کر دیتا ہوں۔

آپ نے آتھم کی پیشگوئی کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’ہماری جماعت کو یہ مسائل مستحضر ہونے چاہئیں۔ (ہمیشہ یاد رکھنے چاہئیں) آتھم کے رجوع کے متعلق یاد رہے کہ پیشگوئی سنتے ہی اس نے اپنی زبان نکالی اور کانوں پر ہاتھ رکھا اور کانپا اور زرد ہو گیا۔ ایک جماعت کثیر کے سامنے (اور بڑی جماعت کے سامنے) اس کا یہ رجوع دیکھا گیا۔ پھر اس پر خوف غالب ہوا اور وہ شہر بشہر بھاگتا پھرا۔ اس نے اپنی مخالفت کو چھوڑ دیا اور کبھی اسلام کے مخالف کوئی تحریر شائع نہ کی۔ جب انعامی اشتہار دے کر قسم کے لئے بلایا گیا تو وہ قسم کھانے کو نہ آیا۔ اخفائے شہادت حقّہ کی پاداش میں اس پیشگوئی کے موافق جو اس کے حق میں کی گئی تھی وہ ہلاک ہو گیا۔ (آخر گواہی کو چھپانے کے نتیجہ میں گو دیر سے ہلاک ہوا لیکن ہلاک ہو گیا۔) یہ باتیں اگر عیسائی منصف مزاج کے سامنے پیش کی جاویں تو اس کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ غرض اس طرح پر مسائل کو یاد رکھنا ایک فرض ہے اور کتابوں کو دیکھنا ایک ضروری (امر) ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 442۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھیں تو پھر ہی پتا لگتا ہے۔

پھر ایک جگہ آپ نے اس طرح فرمایا کہ ’’یہ پیشگوئی مشروط تھی۔ وہ سراسیمہ رہا۔ شہر بشہر پھرتا رہا۔ اگر اس کو خداوند مسیح پر پورا یقین اور بھروسہ ہوتا پھر اس قدر گھبراہٹ کے کیا معنی؟ لیکن ساتھ ہی جب اس نے اخفاءِ حق کیا اور ایک دنیا کو گمراہ کرنا چاہا کیونکہ اخفاءِ حق بعض ناواقفوں کی راہ میں ٹھوکر کا پتھر ہو سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے صادق وعدہ کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر اس کو دنیا سے اٹھا لیا اور جس موت سے وہ ڈرتا اور بھاگتا پھرتا تھا اس نے اس کو آ لیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آتھم کے معاملہ میں لوگوں کو کیا مشکل پیش آ سکتی ہے۔ اس قدر قوی قرائن موجود ہیں اور پھر انکار!!! قرائن قویہ سے تو عدالتیں مجرموں کو پھانسی دے دیتی ہیں۔ غرض یہ آتھم کا ایک بڑا نشان تھا اور براہین احمدیہ میں اس فتنہ کی طرف صاف صاف اور واضح لفظوں میں الہام درج ہو چکا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 109۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک جگہ ایک موقع پر اس کا ذکر کرتے ہوئے پیشگوئی کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ’’وہاں تو یہ لکھا ہوا ہے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ تو نہیں لکھا کہ بشرطیکہ مسلمان ہو جاوے۔ اس سے

پہلے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) دجّال لکھ چکا تھا اور یہی وجہ مباحثہ کی تھی۔ پھر جب میں نے پیشگوئی سنائی تو اس نے اسی وقت کانوں پر ہاتھ دھرے اور کہا کہ توبہ توبہ۔ مَیں تو دجّال نہیں کہتا۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ صرف عیسائی ہونا یا بُت پرست ہونا اس امر کا موجب نہیں ہوتا کہ دنیا میں عذاب آوے۔'' (عیسائی ہونا یا بُت پرست ہونا اس امر کا موجب نہیں ہوتا کہ دنیا میں عذاب آوے۔) ''ایسے عذابوں کے لئے تو قیامت کا دن مقرر ہے۔ عذاب ہمیشہ شوخیوں پر آتا ہے۔ اگر ابوجہل وغیرہ شرارتیں نہ کرتے تو عذاب نازل نہ ہوتا۔ نرا باطل مذہب پر پابند ہونے پر نہ کوئی عذاب آتا ہے نہ کوئی پیشگوئی (کی جاتی ہے)۔ ہمیشہ زیادہ شوخیوں پر پیشگوئیاں ہوتی ہیں'' .... ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ''انسان کیسے ہی بُت پرست یا انسان پرست کیوں نہ ہو مگر جب تک شرارت نہ کرے عذاب نہیں آتا۔ اگر ان باتوں پر بھی عذاب دنیا ہی میں آ جائے تو پھر قیامت کو کیا ہوگا؟'' پھر آپ نے فرمایا۔ ''کافروں کے لئے اصل زندان (قید خانہ) تو قیامت ہی ہے۔'' (جہاں فیصلے ہونے ہیں وہ تو قیامت ہی ہے۔) ''اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر دنیا میں کیوں عذاب آتا ہے؟'' (اس کا مختصر جواب آپ نے دیا۔) ''تو جواب یہی ہے کہ شوخیوں کی وجہ سے آتا ہے۔'' (ملفوظات جلد4 صفحہ158)۔ دنیا میں جو عذاب آتے ہیں وہ شوخیوں کی وجہ سے آتے ہیں۔

جب بحث ہو رہی تھی تو اس بحث کے دوران عیسائی مشنریوں نے ایک چال چل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے خیال میں نیچا دکھانے کی کوشش کی اور خیال کیا کہ ایک ایسا طریقہ آزمایا جائے جس سے آپ کی لوگوں کے سامنے سُبکی ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا شر ان پر الٹا دیا اور وہ گھبراہٹ ان پر طاری ہوئی کہ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ان کی ایسی گھبراہٹ دیکھنے والی تھی۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حوالے سے فرمایا کہ حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے (مصلح موعود کہتے ہیں کہ میں تو ابھی بچہ تھا اس وقت چھوٹا تھا۔) کہ آتھم کے مباحثہ میں مَیں نے جو نظارہ دیکھا اس سے پہلے تو ہماری عقلیں دنگ ہو گئیں اور پھر ہمارے دماغ آسمانوں پر پہنچ گئے۔ فرماتے تھے کہ جب عیسائی تنگ آ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارا کوئی داؤ نہیں چلا تو چند مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انہوں نے ہنسی کرنے کے لئے یہ شرارت کی کہ کچھ اندھے، کچھ بہرے اور کچھ لولے اور کچھ لنگڑے بلا لئے اور انہیں مباحثہ سے پہلے ایک طرف بٹھا دیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو جھٹ انہوں نے اندھوں، بہروں اور لولوں لنگڑوں کو آپ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا کہ باتوں سے جھگڑے طے نہیں ہوتے۔ (بہت بحث ہو چکی اب تو۔) آپ کہتے ہیں کہ مَیں مسیح ناصری کا مثیل ہوں اور مسیح ناصری اندھوں کو آنکھیں دیا کرتے تھے، بہروں کو کان بخشا کرتے تھے اور لولوں لنگڑوں کے ہاتھ پاؤں درست کیا کرتے تھے۔ ہم نے آپ کو تکلیف سے بچانے کے لئے اس وقت چند اندھے، بہرے اور لولے لنگڑے اکٹھے کر دیئے ہیں۔ اگر آپ فی الواقع مثیل مسیح ہیں تو ان کو اچھا کر کے دکھا دیجئے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہم لوگوں کے دل ان کی اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔ (بڑے پریشان ہوئے) اور گو ہم سمجھتے تھے کہ یہ بات یوں ہی ہے مگر اس بات سے گھبرا گئے کہ آج ان لوگوں کو ہنسی مذاق اور ٹھٹھے کا موقع مل جائے گا۔ مگر جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے کو دیکھا تو آپؑ کے چہرے پر ناپسندیدگی یا گھبراہٹ کے کوئی آثار نہ تھے۔ جب وہ (عیسائی) بات ختم کر چکے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دیکھئے پادری صاحب! مَیں جس مسیح کے مثیل ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں اسلامی تعلیم کے مطابق وہ اس قسم کے اندھوں، بہروں اور لولوں لنگڑوں کو اچھا نہیں کیا کرتا تھا مگر آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح جسمانی اندھوں، جسمانی بہروں، جسمانی لنگڑوں لولوں کو اچھا کیا کرتا تھا اور آپ کی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے بائبل میں ہے کہ اگر تم میں ایک ذرّہ بھر بھی ایمان ہو اور تم پہاڑوں سے کہو کہ وہ چل پڑیں تو وہ چل پڑیں گے اور جو معجزے مَیں دکھاتا ہوں (یعنی عیسیٰ مسیح) وہ سب تم (اس کے ماننے والے) بھی دکھا سکو گے۔ پس یہ سوال مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ میں تو وہ معجزے دکھا سکتا ہوں جو میرے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائے۔ آپ ان معجزوں کا مطالبہ کریں تو مَیں دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ باقی رہے اس قسم کے معجزات سو آپ کی کتاب نے بتا دیا ہے کہ ہر وہ عیسائی جس کے اندر ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہے ویسے ہی معجزے دکھا سکتا ہے جیسے مسیح ناصری نے دکھائے۔ سو آپ نے بڑی اچھی بات کی جو ہمیں تکلیف سے بچا لیا اور ان اندھوں، بہروں، لولوں اور لنگڑوں کو اکٹھا کر دیا۔ اب یہ اندھے، بہرے اور لولے لنگڑے موجود ہیں۔ اگر آپ میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان موجود ہے تو ان کو اچھا کر کے دکھا دیجئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس جواب سے پادریوں کو ایسی حیرت ہوئی کہ بڑے پادری ان لولوں اور لنگڑوں کو کھینچ کھینچ کر الگ کرنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے مقرّبین کو ہر موقع پر عزت بخشتا ہے اور ان کو ایسے ایسے جواب سمجھاتا ہے جن کے بعد دشمن بالکل ہکّا بکّا رہ جاتا ہے۔'' (ماخوذ از خطبات محمود جلد23 صفحہ 89-88)

ایک صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے معتقد تھے اور بعد میں پھر مرتد ہو گئے۔ بگڑ گئے۔ ان کے بارے میں حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ لدھیانہ میں ایک شخص میر عباس علی صاحب تھے وہ حضرت صاحب سے بہت خلوص رکھتے تھے حتیٰ کہ ان کی موجودہ حالت کے متعلق حضرت صاحب کو الہام بھی ہوا تھا۔ لدھیانہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی محمد حسین بٹالوی کا مباحثہ ہوا تو میر عباس علی حضرت صاحب کا کوئی پیغام لے کر گئے۔ ان کے مولوی محمد حسین وغیرہ مولویوں نے بڑے احترام اور عزت سے ہاتھ چومے (اور) کہا آپ آلِ رسول ہیں۔ آپ کی تو ہم بھی بیعت کر لیں لیکن یہ مغل کہاں سے آ گیا۔ اگر کوئی مامور آتا تو سادات میں سے آنا چاہئے تھا۔ پھر کچھ تصوّف اور صوفیاء کا ذکر شروع کر دیا۔ میر صاحب کو چونکہ صوفیاء سے بہت اعتقاد تھا۔ مولویوں نے (مختلف قسم کے واقعات بیان کئے) کچھ اِدھر اُدھر کے قصّے بیان کر کے کہا کہ صوفیاء تو اس قسم کے عجوبے دکھایا کرتے تھے۔ اگر مرزا صاحب بھی کچھ ہیں تو کوئی عجوبہ دکھلائیں۔ ہم آج ہی ان کو مان لیں گے۔ مثلاً وہ کوئی سانپ پکڑ کر دکھائیں یا اور کوئی اس قسم کی بات کریں۔ میر عباس علی کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور جب حضرت صاحب کے پاس آئے تو کہا کہ حضور اگر کوئی کرامت دکھائیں تو سب مولوی مان لیں گے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ جب کرامت کا لفظ میر صاحب کی زبان سے نکلا تو اسی وقت مجھے یقین ہو گیا کہ بس میر صاحب کو مولویوں نے پھندے میں پھنسا لیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو بہت سمجھایا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔'' (الفضل 5 نومبر 1918ء صفحہ 9 جلد 6 نمبر 34)۔ اور پھر نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا ایمان ضائع ہوا اور وہ اعتقاد و اخلاص جو تھا وہ سب جاتا رہا۔

پھر میر عباس علی صاحب کے اسی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میر عباس علی لدھیانوی کے متعلق ایک وقت علم دیا گیا کہ وہ نیک ہے (جیسا کہ بتایا تھا کہ الہام بھی ہوا) تو آپ اس کی تعریف فرمانے لگے مگر چونکہ اس وقت آپ کو اس کے انجام کا علم نہیں تھا اس لئے آپ کو پتا نہ لگا کہ ایک دن وہ مرتد ہو جائے گا۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا علم دے دیا۔ غرض انسانی علم بہت محدود ہے۔ صرف خدا تعالیٰ ہی کامل علم رکھتا ہے جو سب پر حاوی ہے اور کوئی شخص اس کے علوم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔'' (تفسیر کبیر جلد2 صفحہ 583)۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کو بھی جتنا بتاتا ہے وہ آگے بھی اتنا ہی آگے بتاتے ہیں۔

انہی میر صاحب کا مزید ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے متعلق الہام ہوا تھا جو آپ سے بڑی گہری ارادت رکھتے تھے اور ایک دفعہ الہام ہوا جس میں ان کی روحانی طاقتوں کی بہت بڑی تعریف کی گئی تھی مگر بعد میں وہ مرتد ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس کے متعلق تو الہام الٰہی میں تعریف آ چکی ہے پھر یہ کیوں مرتد ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیشک الہام میں اس کی تعریف موجود تھی اور اللہ تعالیٰ کا کلام بتا رہا تھا کہ وہ اعلیٰ روحانی طاقتیں رکھتا تھا لیکن جب اس نے ان طاقتوں سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اس میں کبر اور غرور پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہو گیا اور وہ مرتد ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کی دعا بھی ہمیں بتاتی ہے کہ نفاق اور کفر یہ دو چیزیں انسان کے ساتھ ہر وقت لگی ہوئی ہیں اور یہ دونوں مرضیں منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کے بعد انسان پر حملہ آور ہوتی رہتی ہیں۔'' (خطبات محمود جلد18 صفحہ 385)

اس گروہ میں جن پر اللہ تعالیٰ انعام کرتا ہے، شامل ہونے کے بعد حملہ آور ہوتی ہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں جو یہودیوں اور عیسائیوں کا ذکر ہے تو وہ حالت ان پر ان کے انعام کے بعد طاری ہوئی ہے۔ اگر منعم علیہ اپنے اصل مقام کو نہ پہچانیں تو پھر تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں مغضوب علیہم میں شامل کر دیتا ہے اور یا پھر ضالّین میں شامل کر دیتا ہے۔ پس اس نکتہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ سورۃ فاتحہ کے آخر میں برائیوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی ہے اور پھر ہمیشہ اس دعا کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں انعام یافتہ لوگوں میں ہی شامل رکھے اور اس کے جو بد اثرات ہیں وہ کبھی پیدا نہ ہوں۔

پھر ظاہری علم پر بزرگی کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی اس کے بارے میں ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ''اگر ظاہری علم پر ہی فضیلت اور بزرگی کی بنیاد رکھی جائے تو نعوذ باللہ دنیا کے سارے انبیاء کو جھوٹا کہنا پڑے گا کیونکہ ان کا مقابلہ کرنے والے'' علماء'' ہی ہوتے ہیں۔ (نبیوں کا مقابلہ کرنے والے ظاہری علماء ہوتے ہیں۔) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی انہی لوگوں نے مقابلہ کیا جو اپنے آپ کو ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑا عالم سمجھا کرتے تھے یہاں تک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نہایت حقارت سے حضرت مسیح موعود علیہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

السلام کو ’’منشی غلام احمد‘‘ لکھا کرتے تھے گویا آپ نعوذ باللہ صرف منشی ہیں کہ دو چار سطریں لکھ لیتے ہیں عالم نہیں اور وہ اس بات پر بڑے خوش ہوتے تھے کہ میں نے انہیں منشی لکھا۔ (پھر آپ نے بیان فرمایا کہ) مَیں چھوٹا تھا جب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے کسی مجلس میں بیان کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میری نسبت تو یہ لکھا کہ مولوی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق انہوں نے یہ لکھا کہ وہ منشی ہیں۔‘‘ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں چھوٹا تھا مگر مجھے اس وقت بھی ان کی یہ بات بری لگی تھی کہ مجلس میں کیوں بیان کی ہے اور اب بھی بری لگتی ہے۔ (خطبات محمود جلد 18 صفحہ 389) بہرحال ایک تو الفاظ کا چناؤ بھی اچھا کرنا چاہئے یا بعض واقعات کو اس طرح بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سچائی کے بارے میں واقعہ ہم سنتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کی زبانی بھی سن لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ’’حضرت صاحب کا ہی واقعہ ہے۔ آپ نے ایک پیکٹ میں خط ڈال دیا۔ اس کا ڈالنا ڈاکخانے کے قواعد کی رو سے منع تھا مگر آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ ڈاکخانے والوں نے آپ پر نالش کر دی اور اس کی پیروی کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا کہ آپ کو سزا ہو جائے اور اس پر بڑا زور دیا اور کہا کہ ضرور سزا ملنی چاہئے تا کہ دوسرے لوگ ہوشیار ہو جائیں۔ حضرت صاحب کے وکیل نے آپ کو کہا کہ بات بالکل آسان ہے۔ آپ کا پیکٹ گواہوں کے سامنے تو کھولا نہیں گیا۔ آپ کہہ دیں کہ میں نے خط الگ بھیجا تھا۔ شرارت اور دشمنی سے کہا جاتا ہے کہ یہ پیکٹ میں ڈالا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جھوٹ ہوگا۔ وکیل نے کہا کہ اس کے سوا تو آپ بچ نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ خواہ کچھ ہو میں جھوٹ تو نہیں بول سکتا۔ چنانچہ عدالت میں جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے پیکٹ میں خط ڈالا تھا تو آپ نے فرمایا ہاں مَیں نے ڈالا تھا مگر مجھے ڈاکخانے کے اس قاعدے کا علم نہ تھا۔ اس پر استغاثہ کی طرف سے لمبی چوڑی تقریر کی گئی اور کہا گیا کہ اسے سزا ضرور دینی چاہئے تا دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں تقریر چونکہ انگریزی میں تھی اس لئے مَیں اور تو کچھ نہ سمجھتا تھا لیکن جب حاکم تقریر کے متعلق no-no کہتا تو اس لفظ کو سمجھتا تھا۔ آخر تقریر ختم ہوئی تو حاکم نے کہہ دیا کہ ’’بری‘‘۔ اور کہا کہ جب اس نے اس طرح سچ سچ کہہ دیا تو میں بری ہی کرتا ہوں۔‘‘ (اصلاح نفس۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 435-434)

تو یہ واقعہ ہم میں سے بہت سوں نے بہت دفعہ سنا ہے، پڑھا ہے۔ مَیں بھی کئی جگہ بیان کر چکا ہوں لیکن ہم صرف سن کر لطف اٹھا لیتے ہیں۔ یہ سچائی کے معیار کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے جو آپ نے ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ لیکن جو لوگ اپنے مفاد کے لئے سچائی کے معیار سے نیچے گرتے ہیں انہیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ان ملکوں میں حکومت سے فائدہ اٹھانے کے لئے، اسائلم کے لئے، انشورنس کمپنیوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے غلط طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایسے احمدیوں کو جو اس قسم کی حرکت کرتے ہیں سوچنا چاہئے کہ غلط طریق سے جو یہ دنیاوی فائدے اٹھانا ہے، یہ ایک احمدی کو زیب نہیں دیتا۔

ٹونے ٹوٹکے کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ بعض دفعہ لوگ یہ بھی بہت زیادہ کرتے ہیں۔ آپ نے لکھا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تفقّہ کا مادہ دوسرے صحابیوں سے کم تھا۔ مولویوں نے اس پر شور مچایا۔ مگر جو صحیح بات ہو وہ صحیح ہی ہوتی ہے۔ آجکل جس قدر عیسائیوں کے مفید مطلب احادیث ملتی ہیں (یعنی جو عیسائیوں کو سپورٹ کر رہی ہیں) وہ سب حضرت ابوہریرۃؓ سے ہی مروی ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سیاق وسباق کو نہ دیکھتے اور گفتگو کے بعض ٹکڑے بغیر پوری طرح سمجھے آگے بیان کر دیتے مگر باقی صحابہ سیاق وسباق کو سمجھ کر روایت کرتے۔ اسی طرح اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق روایتیں چھپنی شروع ہوئی ہیں جن میں سے کئی ایسے لوگوں کی طرف سے بیان کی جاتی ہیں جنہیں تفقّہ حاصل نہیں ہوتا اور اس وجہ سے ایسی روایتیں چھپ جاتی ہیں جن پر لوگ ہمارے سامنے اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ یہ روایت چھپ گئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب آتھم کی میعاد میں سے صرف ایک دن باقی رہ گیا تو بعض لوگوں سے کہا کہ وہ اتنے چنوں پر اتنی بار فلاں سورۃ کا وظیفہ پڑھ کر آپ کے پاس لائیں۔ جب وہ وظیفہ پڑھ کر چنے آپ کے پاس (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس) لائے تو آپ انہیں قادیان سے باہر لے گئے اور ایک غیر آباد کنوئیں میں پھینک کر جلدی سے منہ پھیر کر واپس لوٹ آئے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ میرے سامنے جب اس کے متعلق اعتراض پیش ہوا تو مَیں نے روایت درج کرنے والوں سے پوچھا کہ یہ روایت آپ نے کیوں درج کر دی۔ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح عمل کے خلاف ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نعوذ باللہ ٹونے (ٹوٹکے) وغیرہ کیا کرتے تھے۔ اس پر جب تحقیقات کی گئیں تو معلوم ہوا کہ کسی شخص نے ایسا خواب دیکھا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب اس خواب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا اسے ظاہری شکل میں ہی پورا کر دو۔ اب خواب کو پورا کرنے کے لئے ایک کام کرنا بالکل اور بات ہے اور ارادۃً ایسا فعل کرنا اور بات ہے۔ اور ظاہر میں خواب کو بعض دفعہ اس لئے پورا کر دیا جاتا ہے کہ تا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کا مُضرّ پہلو اپنے حقیقی معنوں میں ظاہر نہ ہو۔ چنانچہ معبّرین (جو خوابوں کی تعبیر کرتے ہیں) نے لکھا ہے کہ اگر منذر خواب کو ظاہری طور پورا کر دیا جائے تو وہ وقوع میں نہیں آتی۔ اور خدا تعالیٰ اس کے ظاہر میں پورا ہو جانے کو ہی کافی سمجھ لیتا ہے۔ اس کی مثال بھی ہمیں احادیث سے نظر آتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن ہیں۔ اس رؤیا میں اگر ایک طرف اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ ایران فتح ہوگا۔ (عموماً ہم یہی مراد لیتے ہیں کہ ایران فتح ہوگا) تو دوسری طرف یہ بھی اشارہ تھا کہ ایران کی فتح کے بعد ایرانیوں کی طرف سے بعض مصائب ومشکلات کا آنا بھی مقدّر ہے کیونکہ خواب میں اگر سونا دیکھا جائے تو اس کے معنی غم اور مصیبت کے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رؤیا کے اس مفہوم کو سمجھا اور سراقہ کو بلا کر کہا کہ پہن کڑے ورنہ مَیں تجھے کوڑے ماروں گا۔ (سونے کے کڑے پہننا مَردوں کو منع ہے۔ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے بھی کیا کہ اگر کوئی مُضرّ پہلو اس میں ہے تو وہ بھی ٹل جائے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے کڑے پہنوائے۔) چنانچہ اسے سونے کے کڑے پہنائے گئے اور اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رؤیا کے غم اور فکر کے پہلو کو دُور کرنا چاہا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 42-41)

تو بعض باتیں جو سیاق وسباق کے بغیر کی جائیں مسائل پیدا کرتی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطبہ بیان فرمایا۔ یہ 1931ء کی بات ہے۔ اور اس میں آپ نے جماعت کے افراد کو یہ تلقین کی کہ جھگڑوں اور فسادوں سے بچو کہ جماعت اب بلوغت کو پہنچ چکی ہے اور ہمیں اپنے آپ کو، اپنے ایمان کو، اپنے دینی علم کو اس کے مطابق صحیح کرنا چاہئے۔ اپنے عمل کو اس کے مطابق کرنا چاہئے جو علم ہے۔ دین ہمیں جس کی تلقین کرتا ہے۔ اور یہ بیان کرنے کے بعد خطبے میں ایک شخص کے متعلق بتایا کہ اس کا اس وجہ سے اب اخراج بھی ہوا ہے۔ خطبے کے بعد جب خطبہ ثانیہ شروع ہوا تو اس خطبے کے دوران ہی ایک صاحب کھڑے ہو کر حضرت خلیفہ ثانی سے پوچھنے لگے کہ حضور! جس شخص کا اخراج کا اعلان ہوا ہے اس کا نام کیا ہے؟ اس پر ایک دوسرے صاحب بولے۔ خطبے میں بولنا نہیں چاہئے۔ حضرت مصلح موعود مسکرائے اور پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ سنایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ مجلس میں اپنی تلاشی کا واقعہ سنا رہے تھے۔ یہ تلاشی پنڈت لیکھرام کے واقعہ کے قتل کے سلسلے میں سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور نے لی تھی۔ آپ نے فرمایا ’’سپرنٹنڈنٹ پولیس ایک چھوٹے دروازے میں سے گزرنے لگا تو اس کے سر کو سخت چوٹ آئی۔ دروازے کی چوگاٹ سے ٹکرا گیا اور سر چکرا گیا۔ ہم نے اسے دودھ پینے کو کہا لیکن اس نے انکار کیا کہ اس وقت میں تلاشی کے لئے آیا ہوں اور یہ میرے فرض منصبی کے مخالف ہوگا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نے یہی جواب دیا۔) حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ’’اس پر یہی صاحب جواَب بولے ہیں جھٹ بولے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انہوں نے سوال کیا کہ) حضور! اس کے سر میں سے خون بھی نکلا تھا یا نہیں؟ حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا مَیں نے اس کی ٹوپی اتار کر نہیں دیکھی تھی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 110)

تو بعض لوگوں کو اسی طرح بلاوجہ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ بہرحال خطبے میں بولنا منع ہے لیکن دوسرے صاحب نے بول کر جو نصیحت کی تھی کہ خطبے میں بولنا منع ہے ان کا بھی عمل غلط تھا۔ اشارہ کیا جاتا ہے یا بعد میں کہا جاتا ہے۔ اس پر حضرت مصلح موعود نے ایک اور لطیفہ سنایا کہ ایک شخص مسجد میں آیا۔ نماز باجماعت ہو رہی تھی۔ اُس نے اونچا سلام کیا تو نمازیوں میں سے ایک نے وعلیکم السلام اسی طرح اونچا کہہ دیا۔ تو اس کے ساتھ جو دوسرا نمازی کھڑا تھا اس کو کہنے لگا تمہیں پتا نہیں نماز میں بولا نہیں کرتے۔ تم نے جواب کیوں دیا؟ بہرحال یاد رکھنا چاہئے کہ خطبہ بھی نماز کا حصہ ہے اس لئے خطبے میں بھی بولنا منع ہے۔ سوائے اس کے کہ اگر کہیں بولنا ہو، کسی کو روکنا ہو تو امام جو خطبہ دے رہا ہے وہ بول سکتا ہے۔ نماز میں تو امام بھی نہیں بول سکتا۔ گھروں میں بھی خاص طور پر بچوں کی ابھی سے اس بات کی تربیت کرنی چاہئے کہ جس طرح نماز میں بولنا منع ہے اسی طرح خطبے میں بھی بولنا منع ہے۔

......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆......

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

شانِ مصلح موعودؓ

وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا

چودہ پندرہ سال کی عمر میں چھ ماہ کے اندر اندر تھوڑا تھوڑا وقت پڑھنے کے بعد قرآن کریم کا ترجمہ ختم ہوگیا۔ دواَڑھائی ماہ میں چھٹیاں وغیرہ نکال کر مَیں نے بخاری کا ترجمہ ختم کرلیا۔

(سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے خطاب فرمودہ 26/نومبر 1950ء بمقام مسجد احمدیہ بھیرہ سے ماخوذ)

(مرسلہ: احمد طاہر مرزا ربوہ)

سیدنا حضرت مصلح رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میری صحت بچپن سے ہی کمزور تھی اور مَیں اکثر بیمار رہتا تھا جس کی وجہ سے مَیں پڑھائی میں سخت کمزور تھا۔ میری آنکھوں میں ککرے تھے اور گلے میں سوزش رہتی تھی اِس لئے نہ تو مَیں پڑھ سکتا تھا اور نہ اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ اُن دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولوی نورالدین صاحب جو بھیرہ کے رہنے والے تھے اُنہوں نے مجھے بُلا کر کہا کہ میاں! تم مُجھ سے قرآن کریم پڑھا کرو۔ تمہیں نہ دیکھنے کی تکلیف ہوگی اور نہ پڑھنے کی تکلیف ہوگی مَیں خود ہی بولا کروں گا اور مَیں ہی کتاب دیکھا کروں گا۔ چنانچہ مَیں نے آپ سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا شروع کردیا۔ مَیں قرآن کریم کھول کر سامنے رکھ لیتا اور مولوی صاحب پڑھتے بھی جاتے اور ترجمہ بھی کرتے جاتے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہ میری ذہانت کا نتیجہ تھا یا اُن کے اخلاص اور محنت کا کہ چودہ پندرہ سال کی عمر میں چھ ماہ کے اندر اندر تھوڑا تھوڑا وقت پڑھنے کے بعد قرآن کریم کا ترجمہ ختم ہوگیا۔

پھر جب میری عمر بیس بائیس سال کی ہوئی تو آپ نے مجھے بُلایا اور فرمایا میاں! تم مُجھ سے بخاری بھی پڑھ لو چنانچہ مَیں نے بخاری شریف پڑھنی شروع کردی۔ گلے کی سوزش کی وجہ سے مُجھ سے پڑھا نہیں جاتا تھا اور آنکھوں میں ککروں کی وجہ سے مَیں کتاب کو دیکھ نہیں سکتا تھا آپ خود ہی بخاری کا ایک پارہ اپنے سامنے رکھ لیتے اور روزانہ نصف پارہ مجھے پڑھادیا کرتے۔ آپ خود ہی پڑھتے جاتے تھے اور خود ہی ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ اِس طرح دو اَڑھائی ماہ میں چھٹیاں وغیرہ نکال کر مَیں نے بخاری کا ترجمہ ختم کرلیا۔ پھر عربی کے کچھ ابتدائی رسالے بھی مَیں نے آپ سے پڑھے۔

یہ علم تھا جو آپ نے مجھے سکھایا اور جس کی وجہ سے میرے اندر مزید مطالعہ کا شوق پیدا ہوُا۔ آپ جو کچھ مناسب سمجھتے تھے تشریح کے طور پر خود ہی بیان کردیتے تھے اور اگر مَیں کوئی سوال کرتا تو مجھے روک دیتے تھے۔ ہمارے ایک ہم جماعت تھے۔ تھے تو وہ بڑی عمر کے لیکن دوبارہ کلاس میں شامل ہوئے تھے اُن کا نام حافظ روشن علی تھا۔ آپ حضرت نوشہ صاحب کے خاندان میں سے تھے جن کا مزار ''رنمل''، ضلع گجرات میں ہے اور گدّی کے مالکوں میں سے تھے۔...... جب مولوی صاحب کوئی تشریح بیان فرماتے تو چونکہ حافظ روشن علی صاحب اعتراض کرنا شروع کردیتے اور کہتے کہ ان معنوں پر یہ یہ اعتراض پڑتا ہے۔ میری عمر اُس وقت بیس اکیس سال کی تھی۔ مَیں نے حافظ صاحب کو اعتراض کرتے دیکھا تو ایک دن میرے دل میں بھی گُدگُدی سی اُٹھی اور مَیں بھی اعتراض کرنے لگا۔ مولوی صاحب کو مُجھ سے بہت محبت تھی۔ ایک دو دن تک تو آپ نے برداشت کیا۔ لیکن پھر جو مَیں نے سوال کیا تو فرمایا میاں! تمہارا معاملہ اَور ہے اور حافظ صاحب کا معاملہ اَور ہے۔ یہ مولوی ہیں اور ان کا طریق بال کی کھال نکالنا ہوتا ہے لیکن تم مولوی نہیں تم نے تو دین حاصل کرنا ہے۔ پھر فرمایا میاں! یہ تو دیکھو مجھے تم سے کتنا عشق ہے۔ اگر مَیں ان معنوں سے جو بیان کرتا ہوں زیادہ معنے جانوں تو کیا تمہیں بتا نہ دوں؟ اگر مجھے کوئی اور معنے معلوم ہوتے تو مَیں تمہیں ضرور بتا دیتا۔ پس اگر مَیں نے تمہیں کوئی اَور معنے نہیں بتائے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ مجھے صرف اتنے ہی معنے آتے ہیں۔ پھر فرمایا میاں! اتنا تو سوچو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اللہ تعالیٰ کا بندہ صرف مَیں ہی ہوں یا تم بھی ہو؟ کیا یہ میرا ہی فرض ہے کہ اسلام پر جو اعتراض پڑتا ہے اُس کا جواب دوں یا تمہارا بھی فرض ہے کہ تم خود سوچو اور اسلام پر پڑنے والے تمام اعتراضات کا جواب دو؟ تم سوال نہ کیا کرو بلکہ خود سوچا کرو اور ان اعتراضات کے خود جوابات دیا کرو۔

آپ نے مجھے جو کچھ پڑھایا مَیں اُس کی بھی قدر کرتا ہوں لیکن جو آپ نے مجھے نہیں پڑھایا وہ میرے لئے بہت زیادہ قیمتی ہے کیونکہ جونہی یہ آواز میرے کانوں میں پڑی کہ کیا صرف میرا ہی فرض ہے کہ اسلام پر پڑنے والے شبہات کا جواب دوں یا تمہارا بھی فرض ہے کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے صرف مَیں ہی اللہ کا بندہ ہوں یا تم بھی اللہ کے بندے ہو؟ اِس آواز نے میرے اندر ایک آگ لگا دی اور مَیں نے سمجھا کہ گویا اسرافیل فرشتے نے صور پھُونکا۔ اس کے بعد مَیں نے پوچھنا بند کردیا اور سوچنا شروع کردیا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوُا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے علم کے سمندر سکھا دیئے۔ اب اگر کوئی اسلام کا دُشمن اسلام پر کتنے بھی اعتراض کرے مَیں انہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم سے ہی ردّ کر سکتا ہوں''۔ (انوار العلوم جلد 22 صفحہ 77 تا 79)

مَیں نے دنیا کے ہر مذہب کا لٹریچر پڑھا ہے

''مَیں نے دنیا کے ہر مذہب کا لٹریچر پڑھا ہے۔ مَیں نے سُنّیوں کا لٹریچر پڑھا ہے، مَیں نے شیعوں کا لٹریچر پڑھا ہے، مَیں نے خارجیوں کا لٹریچر پڑھا ہے، ہندوؤں، زرتشتیوں اور عیسائیوں کا لٹریچر مَیں نے پڑھا ہے۔ مجھے جب خدا تعالیٰ کہے گا بتاؤ تمہیں کس طرح پتہ لگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں تو مَیں کہوں گا مَیں نے ہر مذہب کی کُتب کا مطالعہ کیا ہے اور ان سے مجھے یہی معلوم ہوُا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ کہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن جس نے دوسرے مذاہب کا لٹریچر نہیں پڑھا وہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دے گا۔ خدا تعالیٰ کہے گا مان لیا سُنّی مذہب سچا ہے لیکن جب تم نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر شائع کردہ نہیں پڑھا تو تمہیں یہ کس طرح پتہ لگا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچے نہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وعظ فرماتے تو ابوجہل اور اس

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموسِ مبارکہ کے دفاع میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ خطباتِ جمعہ سن کر

دفعتاً غم سے یہ دل چیخ اُٹھا صلِّ علیٰ
اب تو ہر زخم سے اُٹھتی ہے صدا صلِّ علیٰ

وہ جسے بھیجتے جاتے ہیں ملائک بھی درود
وہ کہ جس کے لیے کہتا ہے خدا صلِّ علیٰ

ہم کو اُسلوبِ محبت یوں سکھاتا ہے کوئی
جس کے پڑھنے پہ کروڑوں نے پڑھا صلِّ علیٰ

آخریں کے لیے اِس میں بَرَکت ہی بَرَکت
اوّلیں سے ہے ملانے کی دعا صلِّ علیٰ

ایک ہی شخص ہو جب عاشق و معشوق تو پھر
ذکرِ مولا سے کریں کیسے جدا صلِّ علیٰ

خود ہی ناموسِ محمدؐ کا محافظ ہے خدا
یہ تو اپنی ہے حفاظت کی قبا صلِّ علیٰ

رُخِ زیبا کی طرف تیر چلے ہیں پھر سے
دستِ طلحہؓ کی طرح ہاتھ بڑھا صلِّ علیٰ

دار پر کھینچا گیا جب کَلِمے کی خاطر
ذرّے ذرّے نے کہا صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ

پھر کھُلا مجھ پہ کہ ہر درد میں پنہاں ہے دوا
بن گئی جونہی مری آہ و بکا، صلِّ علیٰ

اے زمانے یہ تری نبض رُکی جاتی ہے
جاں بلب! تیرے لیے ایک شفا صلِّ علیٰ

عصرِ دوراں! تری ہر مَے کے ہے نشّے کو فنا
اپنے ہونٹوں سے لگا جامِ بقا صلِّ علیٰ

اپنے اعمال کا محور رہے اسوۂ رسول
اور زباں کہتی رہے یونہی سدا صلِّ علیٰ

وجہِ تخلیق کا مخلوق پہ احسانِ عظیم
ذرّے ذرّے سے اُٹھے کیوں نہ صدا صلِّ علیٰ

فاروق محمود (لندن)

بقیہ: جلسہ سالانہ تنزانیہ 2014ء ازصفحہ 20

بھی علم ہے۔ امن ایک بہت ہی قیمتی چیز ہے۔آپ کی جماعت اس تعلیم کا پر چار کررہی ہے۔اگرآپ کی جماعت اس پر عمل پیرا نہ ہوتی تو آج اتنے بڑے گروہ کواس طرح سکون سے بیٹھا ہوا نہ دیکھتا۔اسی طرح میں آپ کی جماعت کے تربیت کے حوالے سے کئے جانے والے اقدامات کا بھی قائل ہوں ۔ یہ کوئی چھوٹا کام نہیں ہے ۔ پھر میں اعتراف کرتا ہوں کہ آپ کی جماعت اسلام کی صحیح تعلیم پیش کررہی ہے۔جیسا کہ آپ لوگوں نے لکھ کے لگایا ہوا ہے کہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'۔

تقریر کے بعد امیر صاحب نے مہمان موصوف کا شکریہ ادا کیا اوران کوتحفہ پیش کیا۔

مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت نے افتتاحی تقریر میں جلسہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے فرمودات سامعین کے سامنے رکھے اور جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کی ۔اور پھر اجتماعی دعا کروائی۔

امسال بھی جلسہ کے ایام میں روزانہ نماز تہجد، پنجوقتہ باجماعت نماز کا قیام اور نمازوں کے بعد تربیتی موضوع پر درس کا اہتمام کیا جاتا رہا۔

کے لحاظ سے ہمارے لئے اسوہ حسنہ'' کے عنوان پر تقریر کی۔ جس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے عائلی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے مختلف مثالیں بیان کیں۔

اس تقریر کے ساتھ دوسرے دن کے پہلے سیشن کا اختتام ہوا اور نمازوں اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

کھانے کے بعد دوسرے سیشن کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا جس کے بعد مکرم وسیم احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ ٹبورا نے'' برکات خلافت اور اس زمانے میں خلافت کی اہمیت'' کے عنوان پر تقریر کی۔انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے فضل سے بہت خوش نصیب ہیں کہ ہمارے اندر خلافت قائم ہے۔انہوں نے برکات خلافت کا ذکر کیا اور کہا کہ آج احمدی تمام دنیا میں خلافت کی برکت سے ایک ہاتھ پر جمع ہیں اور خلافت کے سائے تلے حقیقی اسلام کا پیغام آگے پہنچاتے چلے جارہے ہیں۔

اس تقریر کے بعد وزیر صحت وسوشل ویلفیئر تشریف لائے ۔تمام مبلغین نیشنل عاملہ ممبران نے امیر صاحب کے ہمراہ ان کا استقبال کیا۔ ان کی آمد کے وقت افراد جماعت مرد و زن اور بعض مبلغین کرام خون کا عطیہ دے رہے تھے۔لہٰذا وہ امیر صاحب کے ہمراہ بلڈ ڈونیٹنگ کیمپ کا دورہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔انہوں نے خون کا عطیہ دینے والے احمدی احباب اور مبلغین کرام سے مصافحہ کیا۔ اور کہا کہ آپ کو بہت مبارک ہو۔آپ خون کا عطیہ دے کرلوگوں کی زندگی بچارہے ہیں۔عطیہ خون وصول کرنے کے لئے وزارت صحت سے ایک ٹیم آئی ہوئی تھی جنہوں نے جلسہ گاہ سے خون کی 84 بوتلیں اکٹھی کیں۔

پھر وہ جلسہ گاہ پہنچے جہاں نعروں کے ساتھ ان کا پُر جوش استقبال کیا گیا۔امیر صاحب نے پہلے ان کا جلسہ میں تشریف لانے پر شکریہ ادا کیا اور جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروایا۔ پھر ان کو حاضرین سے خطاب کرنے کی دعوت دی گئی۔

جناب وزیر صحت نے اپنے خطاب میں کہا کہ مَیں جماعت احمدیہ اور انتظامیہ کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے جلسہ سالانہ میں مجھے مدعو کیا اور کچھ کہنے کا موقع دیا۔ میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ سال کے شروع میں جماعت کی طرف سے مجھے جلسہ سالانہ یوکے میں بطور نمائندہ گورنمنٹ شرکت کی دعوت دی گئی لیکن بعض سرکاری امور کی سرانجام دہی میں مصروف ہونے کی وجہ سے میں جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت نہیں کر سکا تو میں نے اپنے Permanent Sec. کو جلسے میں شرکت کے لئے بھیجا۔

میں آپ کی جماعت کا امن قائم کرنے کے لئے کی جانے والی کوششوں میں صف اول میں ہونے پر بہت مشکور ہوں۔ میں آپ کو اس بات پر مبارک دیتا ہوں کہ

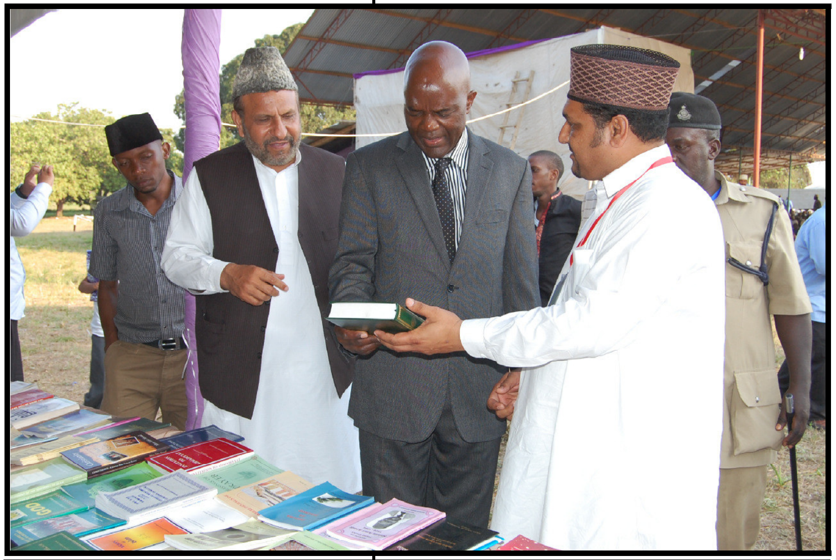

ڈسٹرکٹ کمشنر Rymond Mushi صاحب بک سٹال پر جماعتی کتب کا تعارف حاصل کرتے ہوئے

سٹالز

ہر سال کی طرح اس سال بھی جلسہ کے موقع پر مختلف سٹالز کا اہتمام کیا گیا۔ ان میں سے ایک بک سٹال بھی ہے۔ بک سٹال سے مختلف مہمانان کرام کو جماعتی لٹریچر کا تعارف بھی ہو جاتا ہے ۔اسی طرح دوران سال جو مختلف کتب شائع ہوتی رہتی ہیں ان کی نمائش بھی ہو جاتی ہے اور احباب یہ کتب خریدتے ہیں۔

دوسرے دن کا پہلا سیشن 9:30 بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔نظم کے بعد مکرم آصف محمود بٹ صاحب مبلغ سلسلہ مورو گورو تنزانیہ نے 'صفات باری تعالیٰ پر ایمان لانے کا ہماری زندگی پر اثر' کے عنوان پر تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کو پہچاننا ہے اور اس کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔

دوسری تقریر مکرم معلم شمعون جمعہ صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے 'مومن کی روزمرہ زندگی میں قرآن کریم کا مقام' کے عنوان پر کی۔اور قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں بتایا کہ کامیاب زندگی گزارنے کے لئے لازمی ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔

سواحیلی زبان میں ایک نظم کے بعد ارنگا (Iringa) ریجن کے مبلغ سلسلہ مکرم ریاض احمد ڈوگر صاحب نے '' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی اور تربیت اولاد

آپ کی جماعت اپنی تبلیغ بہت ہی امن سے کرتی ہے۔آپ کی جماعت کے پیغام 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' کو آج ہر کسی کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ احمدیہ مسلم جماعت انسانیت کی خدمت کے لئے بھی بہت سے کام کررہی ہے۔دو سال قبل جب میں اسی وزارت کا نائب وزیر تھا تو آپ کی جماعت کی طرف سے تنزانیہ نیشنل ہسپتال یعنی Muhimbili Hospital کو دو Memogram Machines دی گئیں تا کہ بہت سے مریضوں کی جانیں بچائی جاسکیں۔ اس پر تنزانیہ حکومت آپ کی بہت مشکور ہے۔

اسی طرح آپ کی جماعت پورے ملک میں لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ بہت سی جگہوں پر ملک بھر میں نلکے لگائے گئے ہیں تا کہ لوگوں کو پینے کے پانی کے لئے 10، 10 کلومیٹر کا سفر نہ کرنا پڑے۔ میں نے خود اپنے حلقے میں دیکھا ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے تمام پبلک جگہوں مثلاً سکولوں، مسجدوں، ہسپتالوں پر پینے کے صاف پانی کے نلکے لگائے گئے ہیں۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے حلقے کے تمام لوگوں کی طرف سے آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

آخر پر میں آپ کی جماعت سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ نہ صرف پانی مہیا کرنے بلکہ تمام میدانوں میں انسانیت کی خدمت کرتے چلے جائیں۔

اس کے بعد مکرم صالح کتابو پاذی صدر خدام الاحمدیہ تنزانیہ نے 'مولانا عبدالوہاب آدم صاحب مرحوم افریقہ کا ایک روشن ستارہ' کے عنوان پر تقریر کی۔جس میں انہوں نے ان کی پیدائش سے لے کر ان کی ابتدائی تعلیم پھر جامعہ احمدیہ ربوہ سے تعلیم حاصل کرنے اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد گھانا میں جا کر جماعت کی گرانقدر خدمات کا ذکر کیا اور بتایا کہ کس طرح انہوں نے وقف کے تقاضے کو بھرپور طور پر نبھایا۔اور کس طرح گھانا جماعت کو ترقیات کی جانب گامزن رکھا۔اس تقریر کے ساتھ جلسہ کا دوسرا دن ختم ہوا۔

تیسرے دن پہلے سیشن کا آغاز 9:30 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم سیف حسن ناکوچیمہ (Seif Hassan Nakuchima) جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ تنزانیہ نے '' سائنس اور ٹیکنالوجی اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے میں مدد و معاون ہے'' کے عنوان پر کی۔جس میں انہوں نے آج کے دور میں ہونے والی ایجادات کا ذکر کیا کہ وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے میں مدد دے سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ ان ایجادات کے مثبت پہلوؤں پر عمل کرتے ہوئے اسلام احمدیت کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا رہی ہے۔

اس کے بعد دوسری تقریر مولانا بکری عبیدی مبلغ سلسلہ، انچارج سواحیلی ڈیسک نے '' بیعت کرنے کے بعد ہر احمدی سے اچھے کردار کی توقع'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے سورۃ النور آیت 56 کی تلاوت کی اور اس سے امام مہدی کے ظہور کی پیشگوئی کی وضاحت کی اور پھر اسی آیت کے حوالہ سے خلافت احمدیہ کے قیام کا ذکر کیا۔آپ نے کہا کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کی نعمت ہمارے اندر تادم آخر قائم رہے تو ہمیں یہ صفات اپنانی ہوں گی جن کا ذکر سورۃ النور میں کیا گیا ہے۔

اس کے بعد مکرم عبداللہ مبانگا (Abdullah Mbanga) صاحب نے ہر احمدی کی جماعت احمدیہ کو پھیلانے میں ذمہ داری کے موضوع پر تقریر کی۔انہوں نے تبلیغ کرنے کے حوالے سے مختلف اقتباسات پڑھے اور تبلیغ کیلئے اپنے اندر بھی تبدیلی پیدا کرنے کی نصیحت کی۔

نومبائعین کے تأثرات

بعد ازاں نومبائعین کو اپنے تأثرات بیان کرنے کا موقع دیا گیا۔

موانزا ریجن کے نومبائع احمدی مکرم اسحاق صاحب نے کہا: مَیں پیدائشی عیسائی تھا اور مَیں عیسائیت کی تبلیغ کیا کرتا تھا۔ بعد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ۔لیکن میرا دل مطمئن نہ تھا۔ میں احمدیہ مسجد موانزا کے قریب کام کرتا ہوں جہاں مجھے احمدیت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ میرا دل خدا تعالیٰ نے احمدیت کی طرف پھیرا اور میں نے احمدیت قبول کر لی ۔ میرے مسلمان اور عیسائی دوست میری بہت مخالفت کرتے ہیں اور مجھے واپس آنے کو کہتے ہیں لیکن جب میں ان سے سوالات کرتا ہوں تو مجھے ان کا جواب نہیں ملتا ہے۔جس سے میرا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ آخر پر انہوں نے تمام احمدیوں سے ازدیاد ایمان کے لئے درخواست کی۔

سونگا میلے کے صدر صاحب نے سونگا میلے جماعت کی طرف سے کہا کہ وہ سارے پیدائشی مسلمان ہیں لیکن احمدیت قبول کرنے سے قبل مسلمانوں والی ان میں کوئی بات نہ تھی ۔ ایک دن ہمیں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ ایک پمفلٹ موصول ہوا۔جس پر ہمیں تجسّس ہوا کہ ہم احمدیت کے متعلق مزید جانیں کہ آیا امام مہدیؑ کا واقعی میں ظہور ہو چکا ہے کہ نہیں۔سو ہم نے شیانگا ریجن کے معلم صاحب سے رابطہ کیا۔ ان کی طرف سے جماعت احمدیہ کا ہمیں مزید تعارف ملا۔اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے دل بدلے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کو شدید مخالفت کا سامنا ہے۔حتیٰ کہ دارالسلام سے آنے والے معلم صاحب، صدر صاحب اور بعض احباب جماعت کو اسی مخالفت کی وجہ سے جیل میں جانا پڑا۔لیکن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی بدولت ہمیں جلد رہا کر دیا گیا۔ اور اب خدا کے فضل سے ہم نے اپنی مسجد بھی بنالی ہے۔اور اب ہم حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کی روشنی میں زندگیاں گزارنے کی کوشش کررہے ہیں۔

اس کے ساتھ تیسرے دن کے پہلے سیشن کا اختتام ہوا۔نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں ۔جس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔

تیسرا دن دوسرا سیشن

آخری دن کے آخری سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد عزیزم طاہر احمد مارونڈا نے اردو زبان میں نظم پڑھی۔یہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے پہلے سال کے طالبعلم ہیں اور Mtwara Region کے رہنے والے ہیں ۔انہوں نے پہلے ہی سال اردو زبان

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

پڑھنے پر بہت حدتک عبور حاصل کرلیا ہے۔عزیزم نے حضرت میر محمد اسمعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی نظم 'بدرگاہ ذیشان خیرالانام' بہت ہی خوش الحانی سے پڑھی۔

جس کے بعدمکرم عبدالرحمٰن صاحب نے تقریر کی۔ جس کا عنوان آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار سے حسن سلوک تھا۔انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفّار کے ساتھ حسن سلوک کے مختلف واقعات بیان کئے۔

نمائندہ وزیر اعظم کی آمد

آخری دن تنزانیہ کے وزیر اعظم صاحب کو جلسہ سالانہ میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔لیکن تنزانیہ میں ان دنوں Constitution کی تجدید ہو رہی ہے جس میں مصروفیت کی وجہ سے وہ اور کئی دیگر وزراء جلسہ میں شرکت نہ کرسکے تاہم وزیر اعظم صاحب نے اپنا نمائندہ ریجنل کمشنر کو مقرر کیا۔مگر ریجنل کمشنر صاحب بھی دارالسلام میں موجود نہ تھے انہوں نے قائمقام ریجنل کمشنر صاحب ڈی سی ایلالا کو جلسے میں شرکت کے لئے بھیجا۔ چنانچہ آخری دن آخری سیشن میں نمائندہ وزیر اعظم تشریف لائے جن کا پُر تپاک استقبال کیا گیا۔امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کی آمد پر شکریہ ادا کیا اوران کو جماعت کا تفصیل سے تعارف کروایا گیا۔ جماعت کی طرف سے انسانیت کے لئے کی جانے والی خدمات کا تعارف کروایا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کے کسی پروگرام میں شرکت کر رہے تھے۔جماعت احمدیہ کا تعارف سن کر اور جلسہ سالانہ کے انتظامات اور پُر امن انعقاد دیکھ کر موصوف بہت خوش ہوئے۔

انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں آپ کے اس نعرے 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ میں آپ کی جماعت کو آج سے پہلے اچھی طرح نہیں جانتا تھا۔لیکن آج یہاں آکر مجھے سب دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔آپ کے اس سلوگن کی پیروی کرتے ہوئے اگر تمام لوگ اپنی زندگی گزارنا شروع کر دیں تو یہ دنیا جنت بن جائے۔

میں تمام مذہبی اداروں کو ہدایت کرتا رہتا ہوں کہ ان کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو سماجی خدمت خصوصاً صحت اور تعلیم کے میدان میں مدد دیتے رہا کریں تاکہ وہ ملک کے اچھے شہری بن سکیں۔انہوں نے کہا کہ یہ ہماری گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام لوگوں کو اب ماحول فراہم کریں کہ وہ امن وسکون سے اپنے مذہب پر عمل کرسکیں۔اور میں آپ کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ گورنمنٹ تنزانیہ اپنا یہ فریضہ سرانجام دیتی چلی جائے گی۔

تنزانیہ کے سابق وزیر اعظم Mr. Fredrick Tluway Sumaye کا جلسے کے لئے پیغام

ہماری دعوت پر مکرم سومائے صاحب خود تو تشریف نہ لا سکے لیکن انہوں نے جلسہ سالانہ میں پڑھے جانے کے لئے اپنا پیغام بھیجا۔جس میں انہوں نے کہا کہ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے اس جلسے میں مجھے کچھ کہنے کا موقع دیا اور مجھے شرف عزت بخشا۔ میں پچھلے سال کی طرح امسال بھی آپ کے جلسے میں شریک نہیں ہوسکتا۔کیونکہ میں ملک سے باہر جارہا ہوں۔اسلئے میں آپ کی جماعت کے نام پیغام میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ آپ لوگ امن کے قیام کے لئے ہمیشہ کوششیں کرتے چلے جائیں۔کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ بعض دوسرے ممالک میں لوگوں کو یہ نعمت حاصل نہیں ہے۔ حتیٰ کہ بعض بچے عورتیں وہاں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔دنیا کا کوئی مذہب بھی یہ تعلیم نہیں دیتا ہے۔لیکن ہم نے اپنے ملک میں امن کے قیام کے لئے کوششیں کی ہیں اوراس طرح کے کسی بھی عنصر کو یہاں پنپنے نہیں دیا۔اور میں آپ کی جماعت کا بہت مشکور ہوں کہ آپ کی جماعت نے ہمیشہ امن کے قیام کے لئے کام کیا ہے۔خدا تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔

آپ کی جماعت اسلام کی تعلیم بہت ہی امن کے ساتھ لوگوں تک پہنچا رہی ہے۔آپ کی جماعت پہلی جماعت ہے جنہوں نے سواحیلی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔پھر آپ کی جماعت دین اسلام کے پھیلاؤ کے لئے مختلف کتابیں چھاپتی رہتی ہے۔

پھر آپ کی جماعت بہت سے لوگوں کی بغیر کسی تفریق وامتیاز کے خدمت کے مختلف کام کر رہی ہے۔جیسے تعلیم اور صحت وغیرہ کے میدان میں۔جس کا ایک ثبوت آپ لوگوں کا یہ نعرہ ہے کہ 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'۔گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ آپ لوگوں کے ساتھ مل کر اس طرح کی سماجی سرگرمیوں میں لگی رہے۔انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ بہت اچھی ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اس مقصد کے لئے کام کیا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے آخری سیشن کے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاء کرام کی کتب سے مختلف تحریرات کے حوالے سے احباب جماعت کو خصوصاً تین چیزوں عبادت، تبلیغ اور انفاق فی سبیل اللہ کی طرف توجہ دلائی۔اور تمام حاضرین سے کہا کہ آپ لوگوں کا یہ فرض ہے کہ جو احباب یہاں تشریف نہیں لا سکے انہیں جاکر جلسہ سالانہ سے ملنے والی خوبصورت تعلیمات کے بارہ میں بتائیں اور غیر حاضرین کو بھی ان چیزوں پر عمل کی تلقین کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کے واپسی کے سفر میں حامی وناصر ہو۔

جس کے بعد اختتامی دعا ہوئی اور جلسہ سالانہ تنزانیہ 2014ء کا اختتام ہوا۔

الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا میں جلسہ سالانہ کی تشہیر

جلسہ سالانہ سے قبل اور بعدازاں جلسہ سالانہ تنزانیہ کے حوالے سے مختلف خبریں اخبارات، ٹی وی اور ریڈیوز میں نشر کروائی گئیں۔میڈیا کے کل 27 نمائندوں نے جلسہ کی کوریج کی۔جلسہ سالانہ سے قبل، دوران اور بعداز جلسہ مندرجہ ذیل ٹی وی، ریڈیوز اور اخبارات نے متعدد خبریں شائع کیں۔

T.V: CHANNEL TEN, TBC 1, BBC SWAHILI, AZAM TV, STAR TV, CTN (6)

RADIOS: ZENJI FM, WAPO RADIO, UHURU FM, TIMES FM, TBC FM, RADIO IMAAN (6)

NEWS PAPERS: MAJIRA, NIPASHE, THE GUARDIANS, TANZANIA DAIMA, UHURU, MWANANCHI, THE CITIZENS, MTANZANIZ , DAILY NEWS , HABARILEO, RAIA TANZANIA(11)

BLOGS: MJENGWA, UDUGU, MICHUZI, JAMII. COM(4)

☆......☆......☆

تنزانیہ کے ٹبورا ریجن کے ایک گاؤں Milumba میں مسجد مسرور کا بابرکت افتتاح

(وسیم احمد خان۔مبلغ سلسلہ ٹبورا ریجن۔تنزانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مؤرخہ 15 دسمبر 2014 کو ٹبورا ریجن کے ایک گاؤں Milumba میں جماعت احمدیہ تنزانیہ کو ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ یہ گاؤں ٹبورا شہر سے 50 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر 85 سے زائد افراد پر مشتمل جماعت قائم ہے۔ مسجد نہ ہونے کی وجہ سے نمازوں اور جمعہ کی ادائیگی صدر جماعت کے گھر ہوتی تھی۔ تاہم چند سال قبل ایک احمدی نے نصف ایکڑ رقبہ مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے لئے پیش کیا اور افراد جماعت نے اپنی مدد آپ کے تحت مسجد کی تعمیر شروع کردی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت نے نہایت ہمت، توجہ اور جانفشانی کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ مسجد کی مکمل تعمیر کے لئے پتھر جمع کرنا، ریت، پانی، اینٹوں کی بنوائی اور پکوائی اور چنوائی کے لئے سیمنٹ کی فراہمی اور مزدوری کا خرچ وغیرہ سب افراد جماعت نے خود جمع کیا۔ غرض نہایت محنت سے تعمیر کے کام میں حصہ لیا، تاہم مرکز کی طرف سے محترم امیر صاحب نے چھت کا سامان مہیا کیا اور اس طرح اس گاؤں میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ یہ مسجد ایک پہاڑی پر واقع ہونے کی وجہ سے دور سے ہی نظر آتی ہے اور بہت خوبصورت منظر پیش کرتی ہے۔مکرم امیر صاحب تنزانیہ طاہر محمود چوہدری صاحب نے مؤرخہ 15 دسمبر 2014ء کو مسجد کا باضابطہ افتتاح کیا اور افراد جماعت کی درخواست پر اس مسجد کا نام مسجد مسرور Masroor Mosque رکھا۔مؤرخہ 15 دسمبر کو محترم امیر صاحب ٹبورا سے Milumba تشریف لے گئے۔ محترم صدر جماعت، معلم صاحب، مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر احباب نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد مہمانوں کا تعارف کروایا گیا اور محترم صدر صاحب نے مسجد کی تعمیر کے حوالے سے رپورٹ پیش کی۔ بعدازاں محترم امیر صاحب نے یادگاری تختی کی نقاب کشائی کی اور احباب جماعت سے خطاب کیا۔محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے۔اور یہ گھر ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو خدائے واحد کی عبادت کرتا ہے۔ اور ہماری یہ مسجد بھی دوسری تمام جماعتی مساجد کی طرح علاقے میں پیار محبت اور امن وسلامتی کے پھیلانے کا ذریعہ بنے گی۔ کیونکہ جماعت کا ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ہے۔اور ہر فرد جماعت اس قول کی عملی تصویر بننے کی کوشش کرتا ہے۔اور کرنی چاہئے۔ محترم امیر صاحب نے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مختلف مہمانوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا اور جماعت کی تعریف کی۔

اس گاؤں کے سنّی امام نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

''میں اس مسجد کی تعمیر پر تمام افراد جماعت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً آپ لوگوں نے تعداد میں ہم سے تھوڑے ہونے کے باوجود بہت ہمّت سے کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔امام نے کہا کہ محترم امیر صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ یہ مسجد ہر شخص کے لئے کھلی ہے یہ بات یقیناً ایک سچا پکّا مسلمان ہی کہہ سکتا ہے جو آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی مکمل پیروی کرتا ہو۔ مَیں اپنے علماء سے ہرگز توقع نہیں کرسکتا کہ وہ ایسی بات کرسکیں۔''

اس تقریب کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔اور دعا کے بعد نماز ظہر وعصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تقریب میں 125 سے زائد افراد نے شرکت کی۔ احمدی احباب کے علاوہ گاؤں کے چیئرمین، سنّیوں کے امام، پادری صاحبان اور دیگر سرکردہ افراد اور ہمسائے وغیرہ شامل تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر بہت مبارک کرے اور یہ خدا کے سچے عبادت گزار بندوں سے ہمیشہ آباد رہے۔آمین

☆......☆......☆

خلافت کی برکت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خلافت کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ بظاہر ہر نصیحت عمل نہیں کر رہی ہوتی لیکن جب خلیفہ وقت کی زبان سے وہی نصیحت نکلتی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ غیر معمولی اثر پیدا کر دیتا ہے۔...............................(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 2)

دنیائے مذاہب

{عصر حاضر کی مذہبی دنیا میں سامنے آنے والے واقعات سے انتخاب}

طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ

قسط نمبر 5

دروز

11 فروری 2014ء کو انگلستان کے مشہور تاریخی مقام ''گلڈ ہال'' میں جماعت احمدیہ انگلستان کے زیر اہتمام صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں مذاہب عالم کانفرنس ہوئی جس میں دیگر مذاہب عالم کے نمائندگان کے علاوہ دروزی کمیونٹی کے روحانی امام شیخ موفق بھی شامل ہوئے۔

سیدنا حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تاریخی کانفرنس کا مختصر ترین الفاظ میں نہایت جامع تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''پھر دروزی کمیونٹی کے روحانی پیشوا شیخ موفّق صاحب کہتے ہیں کہ ہم ایک ایسی قوم ہیں جن کے ارضِ مقدس میں بسنے والے تمام مذاہب کے ساتھ مضبوط تعلقات ہیں۔ (یہ کمیونٹی زیادہ تر فلسطین اور اسرائیل وغیرہ کے علاقے میں ہے، ویسے شام میں بھی ہے) کہتے ہیں کہ ارضِ مقدس وہ سرزمین ہے جہاں بہت سے مذاہب نے جنم لیا اور وہیں سے بہت سے انبیاء کا روحانی سفر شروع ہوا۔ پھر کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور پھر قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے بہتر اور معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔ یہ سورۃ الحجرات آیت 14 ہے جو انہوں نے پڑھی۔

اور کہتے ہیں کہ مَیں امام جماعت احمدیہ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اور اُن کی جماعت نے مجھے اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی اور مَیں جماعت احمدیہ کے برطانیہ میں سو سال پورے ہونے کی خوشی میں منعقد کی جانے والی اس شاندار کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہماری دروز کمیونٹی کے ارضِ مقدس میں جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت دوستانہ مراسم ہیں۔ ہمیں آپ کی طرف سے دعوت ملنے پر خوشی ہے۔ آئیں ہم سب مل کر ظلم اور تشدد کی مذمت کریں اور محبت کے وہ بیج بوئیں جن سے صرف مشرق میں ہی نہیں بلکہ تمام عالم میں محبت کے چشمے پھوٹ پڑیں۔'

(خطبہ جمعہ 07 مارچ 2014ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 28 مارچ 2014ء)

اس عظیم الشان، تاریخی کانفرنس کی تفصیلی روئیداد اور تمام مقررین کے خطابات کا ترجمہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے 4 اپریل 2014ء کے شمارہ میں شائع شدہ ہے۔

دروزیوں (یہ خود کو موٴحّد کہلاتے ہیں) کی تعداد انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا کے مطابق بیس سے پچیس لاکھ کے درمیان ہے۔ مشرق وسطیٰ کے علاقوں شام، لبنان، اسرائیل اور اردن کے علاوہ یہ لوگ وینزویلا، امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا میں بھی آباد ہیں۔

گیارہویں صدی عیسوی میں نمایاں ہونے والے دروزی گروہ میں مسلمانوں میں شیعوں کے اسماعیلی فرقہ سے قدرے مماثلت بھی ہے اور ان میں تقیہ کی اجازت، امام غائب کا عقیدہ، علوم وصحائف دینیہ تک رسائی کے لحاظ سے ''عُقّال اور جُھّال'' کی تقسیم، اور سب سے اہم امر یعنی مستقبل کے زرّیں دَور میں ''آسمانی مصلح'' کا انتظار جیسے نمایاں پہلو دیکھے جاسکتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 13 نومبر 1925ء ''ایک پیش خبری کا پورا ہونا'' میں بھی دمشق کے ذکر میں دروزیوں کا تفصیلی ذکر آیا۔ اس میں حضور رضی اللہ عنہ نے دروزیوں پر غیر معمولی علمی تبصرہ بھی کیا۔ فرمایا:

''دروز لبنان کے پہاڑوں کی ایک پہاڑی قوم ہے۔ وہ چونکہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اس لئے عیسائی ان کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں اس سبب سے وہاں عیسائیوں اور ان کے درمیان دشمنی ہے اور دروزیوں کی بہت سے باتیں مسلمانوں کی سی ہیں لیکن ان کے بعض عقائد ایسے ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کسی وقت وہ اسلام لائے مگر بعد ازاں ان کی خبر گیری نہیں کی گئی اور ملکانوں کی طرح ان کی حالت رہی۔ جس طرح ملکانے کسمپرسی کی حالت میں رہ کر اسلام سے دور جا پڑے اسی طرح دروزیوں کا بھی حال ہوا۔ دروزی قرآن کریم کو مانتے ہیں لیکن اس کے سوا اپنی خاص کتاب پر بھی عمل کرتے ہیں جس میں اور ہی قسم کے احکام ہیں۔'' (خطبات محمود، جلد نہم صفحہ 330-329)

دروزیوں کی مقدس مذہبی کتب کی فہرست میں قرآن کریم کے علاوہ دیگر صحائف کا ذکر ملتا ہے۔ آن لائن فری انسائیکلوپیڈیا کے مطابق مذکورہ بالا دروزی کتاب ''رسائل الحکمۃ'' ہوسکتی ہے اور انٹرنیٹ پر موجود عربی زبان کے اس سینکڑوں صفحات کے مجموعہ سے اس کے موٴلّف اور اس کے زمانہ کا ذکر نہیں مل سکا۔

مکرم محمد طاہر ندیم صاحب کی قابل قدر تالیف ''مصالح العرب'' کی جلد دوم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عرب دنیا میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے کے لئے ہمیں بہائیوں اور دروزیوں کے ساتھ ملا کر بھی پیش کیا جاتا ہے۔ (صفحہ:329)

جماعت کے صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں کبابیر میں 24 مارچ 1989ء کو اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس میں دروز فرقہ سے مکرم کامل فارس، مفتش المعارف العربیۃ حیفا بھی شامل ہوئے۔ (صفحہ:337)

اسی طرح مصالح العرب کے موٴلّف نے ''دُروز میں تبلیغ کا اسلوب'' کے عنوان سے صفحہ 338 پر لکھا کہ:

''1992ء میں جو وفد جلسہ (سالانہ انگلستان) میں شریک ہوا اُس میں دروز فرقہ کے ایک دوست طویل اعظم ابوادیب (از دالیۃ الکرمل) بھی شامل تھے۔ مورخہ 8/اگست 1992ء کو کبابیر کے وفد کی انفرادی ملاقات تھی۔ جب یہ ملاقات والے کمرے میں آئے تو حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) رحمہ اللہ نے فرمایا: دروز فرقہ کے لوگوں کو تبلیغ کرتے ہوئے یہ سمجھانا چاہئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ حضرت سلمان فارسیؓ کی طرح فارسی النسل ہیں اور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سے یہ واضح ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور فارسی النسل میں سے ہی ہونا تھا۔ ابوادیب صاحب کو جب یہ بتایا گیا تو وہ اس بات سے بہت خوش ہوئے اور اپنے فرقہ کے لوگوں میں تبلیغ کا وعدہ کیا۔''

جماعت احمدیہ کونگو کا وفد صوبہ باندوندو کی صوبائی اسمبلی میں

(رپورٹ: نعیم احمد باجوہ۔امیر و مبلغ انچارج کونگو۔کنشاسا)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 7 نومبر 2014ء بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ کونگو کے ایک وفد کو صوبہ باندوندو کی صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنے کی توفیق ملی۔ نماز جمعہ کے بعد یہ وفد مسجد نور سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر صوبائی اسمبلی پہنچا۔ اسپیکر صاحب سے اجلاس میں شرکت کی خواہش کا اظہار کرنے پر مکرم اسپیکر صاحب نے اجازت دے دی۔ جماعتی وفد کو اکرام کے ساتھ اسمبلی ہال میں لایا گیا اور سب سے آگے جگہ دی گئی۔ اسمبلی ہال میں وفد کی آمد پر ممبران اسمبلی کے چہروں پر حیرت کے آثار دیکھ کر آنریبل اسپیکر صاحب نے اعلان کیا کہ انہیں وفد کی آمد کی اطلاع تھی۔ نیز یہ اعلان کیا کہ سب کو وفد کی آمد کی اطلاع دے دی جائے۔

تھوڑی دیر اسمبلی کی کارروائی جاری رہی۔ بعد ازاں آنریبل اسپیکر مکرم Boniface صاحب نے ہال میں موجود احباب کو بتایا کہ وہ اِس سال (2014ء) عالمگیر جماعت احمدیہ کے سربراہ حضرت مرزا مسرور احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ) کی دعوت پر جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوئے۔ جماعت کو قریب سے دیکھا۔ امام جماعت احمدیہ (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے ان کو ملاقات کا وقت عطا فرمایا۔ یہ ملاقات 26 منٹ جاری رہی۔ حضور نے کونگو کے حالات دریافت فرمائے اور فرمایا کہ سیاستدانوں کو دیانتدار اور عوام کے ساتھ مخلص ہونا چاہئے۔ کونگو میں ہر چیز کی فراوانی ہے اگر آپ لوگ اپنے وسائل دیانت داری سے استعمال کریں تو مسائل ختم ہوسکتے ہیں۔ آپ نے جماعت کی طرف سے کونگو میں مزید ترقیاتی کام کروانے کا عندیہ بھی دیا۔ زراعت کے پراجیکٹ کے لئے حضور نے آج اپنا ایک نمائندہ ہمارے پاس بھیجا ہے جو اس وقت امیر جماعت کونگو کے ساتھ ہیں۔ اگر ہال اجازت دے تو ہم جماعت کے وفد کو اسمبلی سے مخاطب ہونے کا موقع دیں۔ اس پر ہال میں موجود ممبران نے بیک زبان اس رولنگ (ruling) کی منظوری دی۔ چنانچہ خاکسار کو اسٹیج پر بلایا گیا۔ اس موقع پر خاکسار کو جماعت کا مختصر تعارف کروانے کا موقع ملا۔ پھر مہمان مکرم داود اسحاق صاحب (نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کو بھی ممبران سے مخاطب ہونے کا موقع دیا گیا جو کونگو میں زراعت کے پراجیکٹ کے سلسلہ میں بینن سے تشریف لائے تھے۔

جماعتی تاریخ میں پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ کو اسمبلی میں ممبران اسمبلی سے مخاطب ہونے اور جماعت کا تعارف کروانے کا موقع ملا۔ صوبہ باندوندو کی اسمبلی کے ممبران کی تعداد 84 ہے۔ اس وفد میں مندرجہ ذیل احباب کو شرکت کا موقع ملا: مکرم نعیم احمد باجوہ امیر جماعت، ڈاکٹر داؤد اسحاق صاحب از بنین، حافظ مزمّل شاہد صاحب مبلغ باندوندو، فرید احمد بھٹی صاحب مبلغ کنشاسا، شمس Soki صاحب صدر جماعت باندوندو شہر۔

اللہ کرے کہ اِس وِزٹ کے نیک نتائج پیدا ہوں۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کونگو کی جماعت باندوندو میں بلڈ ڈونیشن کا انعقاد

(حافظ مزمّل شاہد۔مبلغ سلسلہ باندوندو)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ صوبہ باندوندو کو بروز 6 ستمبر 2014ء ہاسپٹل جنرل آف ریفرنس آف باندوندو (Hospital General Reference Du Banduni) میں بلڈ ڈونیشن کا پروگرام رکھنے کی توفیق ملی جس میں جماعت باندوندو کے علاوہ گردونواح کی حسب ذیل جماعتوں سے کُل 28 خدام نے عطیۂ خون دیا: Bemu, Kimbanda, Tankway اور Nkwab۔

پروگرام کا آغاز دعا سے ہوا۔ بلڈ بنک میں خدّام کے طبی معائنوں کے بعد بلڈ donate کیا گیا۔ بعد ازاں خدّام کو ریفریشمنٹ دی گئی۔ اس موقع پر لوکل TV Nizond، کے نمائندے موجود تھے اور انہوں نے خدام کے تأثرات لئے۔ نیز لوکل مشنری اور خاکسار کے تأثرات TV پر نشر کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا۔ خدام کا جذبۂ ایثار دیدنی تھا۔ اس موقع پر دو عیسائی افراد نے بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ الحمدللہ۔

بلڈ بنک کے ڈائریکٹر صاحب نے پروگرام کے بعد تحریری طور پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس پروگرام کے احسن ترین نتائج پیدا فرمائے اور جماعت باندوندو کو اخلاص میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین

☆......☆......☆

R & R

CAR SERVICES LTD

Abdul Rashid

Diesel & Petrol Car Specialist

Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ

Tel: 020 8877 9336

Mob: 07782333760

جلسہ سالانہ یوگنڈا 2015ء کا کامیاب انعقاد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام۔
نائب صدر، سپیکر اسمبلی اور دیگر اعلیٰ سرکاری افراد کی شمولیت۔
4,750 افراد کی شمولیت۔ 205 یونٹ خون کا عطیہ۔

(رپورٹ: فیصل بیونجو۔افسر جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ یوگنڈا)

اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ یوگنڈا کو 9 جنوری تا 11 جنوری 2015ء اپنا 27واں جلسہ سالانہ کامیابی سے منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

جلسے کی روحانی برکات حاصل کرنے کے لیے یوگنڈا کے علاوہ روانڈا، تنزانیہ، کینیا اور نائیجیریا کے نمائندگان نے بھی جلسہ میں شمولیت کی توفیق پائی۔ اللہ کے فضل سے امسال حاضرین جلسہ کی تعداد 4,750 تھی۔ جلسہ کے پہلے دن ہی شاملین کی تعداد 3,700 تک پہنچ گئی تھی۔

میڈیا کوریج

ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے رپورٹرز اور جرنلسٹس کے ساتھ 7 جنوری بروز بدھ کمپالہ ہیڈکوارٹر میں

8 جنوری 2015ء کو UBC TV کے ٹاک شو "Good Morning Uganda" میں خاکسار اور صدر صاحبہ لجنہ نے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور جماعت احمدیہ کے متعلق گفتگو کی۔ اسی پروگرام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی صدر مملکت یوگنڈا سے ملاقات کی تصویری جھلکیاں بھی ٹی وی سکرین پر دکھائی جاتی رہیں۔

NBS TV کے شام کی خبروں کے بلیٹن میں پریس کانفرنس کی جھلکیاں انگریزی اور لوگنڈا دونوں زبانوں میں دکھائی گئیں۔

اس کے علاوہ ریڈیو SIMBA اور SUPER FM پر بھی خبروں کے دوران جلسہ سالانہ اور جماعت احمدیہ کے بارے میں خبریں نشر ہوئیں۔

10 اور 11 جنوری 2015ء کو اپنے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو شاندار کامیابی عطا کرے اور تمام احباب اس مقدّس جلسہ سے بے شمار برکات حاصل کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تمام احباب اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کریں تا کہ دنیا میں اسلام کا بہترین نمونہ بن سکیں۔ اپنی حالتوں کا جائزہ لینا اس لئے ضروری ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ اس معاملہ میں آپ کس جگہ پر کھڑے ہیں اور آپ کو بنی نوع انسان سے تعلقات میں اپنے کردار میں کونسی تبدیلیاں لانی ہوں گی تا کہ وہ معیار حاصل کیا جا سکے جس کی توقع حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت سے رکھی ہے۔ آپ کا قول اور آپ کے افعال میں مطابقت ہونی چاہئے تا کہ آپ اسلام کی صحیح نمائندگی کا حق ادا کرسکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں نئے سال کے لئے کچھ عہد کرنے کی طرف مَیں نے توجہ دلاتے ہوئے کہا تھا کہ اپنے آئندہ سال کے

اپناتے ہوئے اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہوئے یہ تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یاد رکھیں کہ یہ جلسہ کوئی عام اجتماع نہیں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں:

''مکرّر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔''

(اشتہار 7دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341)

ان جلسوں کے انعقاد کا مقصد بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوّت استحکام پذیر ہوں گے۔''

(اشتہار 7دسمبر 1892ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 340)

یوگنڈا کے نائب صدر جلسہ سالانہ یوگنڈا 2015ء کے موقع پر شاملین جلسہ سے خطاب کر رہے ہیں

ایک پریس کانفرنس ہوئی جس میں ملک کے مشہور ٹیلی ویژن UBC TV، اسٹار ٹی وی، NBS TV، ریڈیو SIMBA، اور SUPER FM RADIO کے نمائندگان شامل تھے۔

پریس کانفرنس سے پہلے مکرم افضال احمد رؤف صاحب امیر و مشنری انچارج یوگنڈا نے ان نمائندگان کو جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل ایک پمفلٹ دیا۔ اس کانفرنس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مکرم امیر صاحب نے دہشتگردی کا سختی سے ردّ کرتے ہوئے بتایا کہ قرآنی تعلیم ہے کہ ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے اور ایک انسان کو زندہ رکھنا ساری انسانیت کو زندگی دینے کے مترادف ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ اسلام اس خوبصورت تعلیم کے خلاف عمل کی اجازت دے۔

مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ اس سال ہمارے جلسہ کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ ''وہ مسیح جن کا صدیوں سے انتظار تھا، آچکے ہیں''۔ نیز یہ آنے والے مسیح و مہدی بانئ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں جو دنیا میں امن کے قیام اور لوگوں کو یکجا کرنے کے لیے آئے ہیں۔

اسی دن مکرم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے کارکنان سے سیٹا میں میٹنگ کی اور جلسہ کی ڈیوٹیوں کا آغاز کیا۔ اسی طرح جلسہ کے انتظامات کے جائزہ کے ساتھ نئے لگنے والے BOREHOLE کا بھی جائزہ لیا۔ مکرم امیر صاحب نے کارکنان کو اس بات کی طرف خصوصی توجہ دلائی کہ مہمانوں کی مہمان نوازی کا معیار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات کے مطابق ہونا چاہئے۔

پہلا دن

9 جنوری 2015ء کو مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ یوگنڈا کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے آنے والا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے موقع پر جو خصوصی پیغام انگریزی زبان میں ارسال فرمایا اس کا اردو مفہوم درج ذیل ہے:

حضور انور نے جلسہ سالانہ یوگنڈا کے شاملین کے نام اپنے پیغام میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد ارشاد فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ 9،

ٹارگٹ مقرر کرنے سے قبل ایک احمدی کی نظر سے گزشتہ سال کا جائزہ بھی لیں اور پھر کوشش کریں کہ وہ عہد پورا کیا جاسکے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ دس شرائط بیعت کو سامنے رکھ کر گزشتہ سال کا اپنا جائزہ لیں اور اگر کسی جگہ کمی محسوس ہوتی ہو تو سوچیں کہ اس کمی کو کس طرح بہتری میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ گزشتہ سال کی ہماری کمزوریوں سے درگزر فرمائے اور اس سال کے دوران ہمیں توفیق دے کہ ہم زندگیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات کے مطابق ڈھالنے میں کامیابی حاصل کرسکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ افراتفری کی شکار اس دنیا کو ہم جو بہترین چیز پیش کر سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ ہم ایک اچھے انسان بن جائیں اور اپنے ماحول میں نیکی کو فروغ دیں۔ لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنی زندگیوں میں ایک حقیقی انقلاب برپا نہیں کرتے۔ اور یہ جلسے اسی لئے منعقد کئے جاتے ہیں تا کہ ہمیں ایسے مواقع دستیاب ہوسکیں کہ ہم مذہبی معلومات میں اضافہ کرکے، خوبصورت اسلامی تعلیمات کی عملی صورت کو

حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی زندگیوں میں بہتری لائے اور اس کے لئے اُن معارف پر عمل کرے جو جلسہ میں آپ کے سامنے بیان کئے جاتے ہیں تا کہ روحانیت میں ترقی کی منازل طے کر سکے۔ مَیں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اپنا مضبوط تعلق پیدا کرلیں اور اُس کی عبادت کو اپنی زندگیوں کا مقصد بنالیں۔ قرآن کریم کے مطابق ہماری پیدائش کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اُس کا قرب حاصل کریں۔ قرآن کریم نے ہمیں جس بہترین عبادت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ نماز ہے اور یہ اپنے نفس کی اصلاح کا بہترین طریق ہے۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ روزانہ پنجوقتہ نماز کی بروقت اور باجماعت ادائیگی کو اپنی عادت بنالے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حوالہ سے ارشاد فرمایا ہے:

''مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہوجاؤ۔ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان

بلکہ تمہاری رُوح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 170۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

’’سو اَے وَے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔‘‘

(کشتیٔ نوح۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

حضور انور نے فرمایا کہ ایک یہ بات بھی اہم ہے اور مَیں آپ کی توجہ اُن خطبات کی طرف بھی مبذول کرنا چاہتا ہوں جو مَیں نے تفصیل سے اپنی ذاتی زندگی کا جائزہ لینے اور اپنی اصلاح کرنے سے متعلق احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے دیئے ہیں۔ پس صرف احمدیت کے اعتقادات پر ہی خاص توجہ نہ دی جائے بلکہ اس تعلیم کو اپنے کردار کی تعمیر میں عملاً بھی مستقل طور پر استعمال کرتے ہوئے ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو آپؑ نے ہم سے وابستہ کر رکھی ہیں۔ پس آپ کے قول وفعل میں مکمل طور پر مطابقت ہونی چاہیئے تاکہ آپ صحیح معانی میں اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کر سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب آپ اپنی موجودہ حالت کو قریب سے دیکھیں تو آپ کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ کیا آپ اپنی زندگی کو اُسی راستہ پر چلا رہے ہیں جس پر چلانے کی خواہش حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے کی تھی۔ پس یہ ہماری زندگی کا لازمی حصہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک متقیانہ زندگی گزارنے کی خوب جدوجہد کرے اور اپنے معاشرہ میں ہر فرد سے احسن طریق پر معاملات طے کرے۔ آپ کو ایسی مثال قائم کرنی ہے کہ آپ کے قریب رہنے والا ہر شخص آپ کے اخلاق سے متأثر ہو۔ اور یہ بھی کہ آپ میں سے کوئی بھی معاشرہ کے منفی اثرات کا شکار نہ ہو جائے۔ بلکہ ہر احمدی حقیقی معنیٰ میں اسلامی تعلیمات اور احکامات پر عمل کرنے والا بنے۔ آپ میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنی زندگی کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصائح کے مطابق گزارنے والا بنائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح یہ بھی بہت اہم ہے کہ آپ خلافت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرتے چلے جائیں اور اپنی اولاد کی بھی اسی رنگ میں تربیت کریں کہ وہ خلافت کے ساتھ محبت میں بڑھتے چلے جائیں۔ ہر احمدی کو چاہیئے کہ خلیفۂ وقت کے خطباتِ جمعہ غور سے سنے اور اُن خطبات میں بیان کی جانے والی ہر ایک نصیحت پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ یاد رکھیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلافت کو خدا تعالیٰ کی قدرت ثانیہ قرار دیا ہے۔ پس اس عظیم بابرکت قدرت کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کی خاطر ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کرتے ہوئے اُن کے پیغام کو ساری دنیا کے باسیوں تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کرے۔ اس کے نتیجہ میں ہی امن کا قیام ہوگا اور اسی کا نتیجہ تمام انسانیت کی بھلائی ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح یہ بھی یاد رکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم سے محبت کو کسی شخص کے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اپنی قوم کی خدمت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ یوگنڈا کی قوم تک پیغامِ حق پہنچانے کے لئے آپ کو بے غرضی سے اُن کی خدمت کرتے ہوئے اُن کے دل جیتنے ہوں گے۔

اپنے پیغام کو ختم کرنے سے قبل حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنا وہ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو آپ نے بیعت کرتے ہوئے دہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ایمان اور اخلاص میں بڑھائے اور آپ کی جماعت کو ہر پہلو سے شاندار ترقیات سے نوازے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان ایّام میں نازل ہونے والی برکات کو اپنے اندر جذب کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے تمام شاملین پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

افتتاحی اجلاس

پہلے سیشن میں مکرم امیر صاحب نے عزت مآب وائس پریذیڈنٹ یوگنڈا Edward Kiwanuka Seekandi H.E کے ساتھ لوائے احمدیت اور یوگنڈا کا نیشنل فلیگ لہرانے کے بعد دعا سے باقاعدہ جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریب کا آغاز کیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ الیاس صاحب نے کی۔ اس کے بعد امیر صاحب نے وائس پریذیڈنٹ صاحب یوگنڈا سے کارکنان جلسہ سالانہ کا تعارف کروایا۔ اپنے ایڈریس میں مکرم وائس پریذیڈنٹ صاحب نے کہا کہ یوگنڈن گورنمنٹ جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر قیامِ امن کی کوششوں، محبت، رواداری اور ترقیاتی کاموں کے کرنے میں خوشی محسوس کرتی ہے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے وائس پریذیڈنٹ صاحب کو اشاعت کے خیمہ کا دورہ کروایا جہاں انہوں نے جماعتی لٹریچر کے علاوہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم ملاحظہ فرمائے۔ مکرم امیر صاحب نے وائس پریذیڈنٹ صاحب کی خدمت میں قرآن کریم لوگنڈا ترجمہ، ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘، ’’مذہب کے نام پر خون‘‘، ’’جہاد‘‘ اور ’’اسلام اور ہیومن رائٹس‘‘ کی ایک ایک کاپی تحفۃً پیش کی۔

اپنی افتتاحی تقریر میں مکرم امیر صاحب نے اسلام کا امن کا پیغام دیتے ہوئے انصاف، محبت، رواداری، درگزر اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہی چیزیں ہیں جن کو اپنانے سے معاشرے میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

اسی وقت UBC TV پر ایک پروگرام نشر ہو رہا تھا جس میں مکرم آدم حمید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ یوگنڈا ایک پروگرام "Islamic Hour" میں جماعت احمدیہ اور جلسہ سالانہ کی اہمیت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔

دوسرا دن

10 جنوری 2015ء بروز ہفتہ جلسہ سالانہ کے دوسرے سیشن کے اختتام سے قبل (جس کی صدارت مکرم مولانا محمد علی کائزے صاحب نائب امیر کر رہے تھے) سپیکر پارلیمنٹ Hon. Rebeca Kadaga جلسے میں تشریف لائیں۔ اپنے خطاب میں سپیکر صاحبہ نے اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ ہر سال انہیں جلسہ سالانہ پر دعوت دیتی ہے۔ خطاب کے بعد سپیکر صاحبہ نے لجنہ مارکی کا دورہ کیا اور عورتوں کو بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور اس بات پر بھی زور دیا کہ عورتیں یوگنڈن گورنمنٹ کے ترقیاتی کاموں میں بھی شامل ہوں۔ سپیکر صاحبہ کی واپسی سے پہلے مکرم امیر صاحب نے انہیں نمائش کی مارکی کا دورہ کروایا اور ان کی خدمت میں لوگنڈا ترجمہ قرآن کریم، ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘، ’’مذہب کے نام پر خون‘‘، ’’جہاد‘‘، ’’اسلام اور ہیومن رائٹس‘‘ اور "Woman in Islam" کی ایک ایک کاپی پیش کی۔

تیسرا دن

11 جنوری 2015ء بروز اتوار جلسہ سالانہ کے آخری سیشن میں دوسرے ممالک سے آئے ہوئے معزز مہمانوں کو مختصر خطابات کا موقع دیا گیا۔ ان مہمانوں میں مکرم آدم گاما ہیرے صاحب صدر جماعت روانڈا بھی شامل تھے جو 7 افراد کے قافلہ کے ساتھ آئے تھے۔ دیگر مہمانوں میں روانڈا کے مبلغ سلسلہ مکرم عمران محمود صاحب، مکرم ناصر محمود طاہر صاحب مبلغ سلسلہ کینیا، تنزانیہ سے Malik Mbawala اور Muhammad Ngonju، نائیجیریا سے مکرم سلام مجیب صاحب اور بوجیری ڈسٹرکٹ کے چیئرمین LC5 شامل تھے

ان مہمانوں کے خطابات کے بعد مکرم محمد علی کائزے صاحب نائب امیر یوگنڈا نے دو نکاحوں کا اعلان کیا۔ اور اس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ یوگنڈا کی تربیتی کلاس میں اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے 6 طلباء اور ان کے علاوہ مختلف یونیورسٹیوں سے نمایاں کارکردگی سے کامیاب ہونے والے 4 طلباء کو ایوارڈز سے نوازا گیا۔

تقریب تقسیم انعامات کے بعد مکرم عثمان چھنگی صاحب جو احمدی ہیں اور اس وقت Minister of State for Foreign Affairs and Regional Cooperation ہیں نے حاضرین جلسہ سے مختصر خطاب فرمایا۔

مکرم عثمان چھنگی صاحب کے خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں جماعت احمدیہ کے قیام کے مقاصد، زندہ خدا پر ایمان، قرآن مجید خدا کی آخری شرعی کتاب، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت خاتم الانبیاء، مسیح موعود مہدی آخر الزماں اور خلافت کی برکات پر روشنی ڈالی۔ امیر صاحب کی تقریر کے بعد مکرم اکرم حسن تمزادے نے نہایت خوبصورت آواز میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کا ترانہ پڑھا۔ جس میں تمام شاملین جلسہ بھی کھڑے ہو کر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ دہراتے رہے۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔

جلسہ سالانہ کے ان تین بابرکت ایام میں تمام حاضرینِ جلسہ نے علماء اور مبلغین کرام کی تقاریر کو بڑی توجہ سے سنا۔ ان ایام میں ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مقصد‘‘، ’’اسلام میں خلافت کا نظام‘‘، ’’نظام وصیت کی اہمیت‘‘، ’’تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات‘‘، ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں سے سلوک‘‘، ’’زکوٰۃ کی اہمیت‘‘، ’’تبلیغ وتربیت میں ایم ٹی اے کا کردار‘‘ اور ’’فیملی لائف کے متعلق اسلامی تعلیم‘‘ کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

اسی طرح واقفین نَو اور احمدی طلباء کی الگ الگ میٹنگز کا انعقاد ہوا۔

تینوں دن باقاعدگی سے پانچوں نمازیں اور باجماعت نماز تہجد کا التزام کیا گیا۔ امسال جلسہ کے انتظامات میں گزشتہ جلسوں کی نسبت نمایاں بہتری آئی جس کا اظہار نہ صرف اپنوں نے بلکہ دوسرے ممالک سے آئے ہوئے اور غیر از جماعت لوگوں نے بھی کیا۔

روحانی برکات سے بھرے ہوئے ان جلسہ کے ایام نے احباب جماعت کے دلوں میں اَنمٹ یادیں چھوڑیں، چھوٹے چھوٹے بچوں کا لوگوں کو خوشی سے پانی پلانا، احباب جماعت کا 205 یونٹ خون کا عطیہ دینا، انفارمیشن ڈیسک کی طرف سے لوگوں کو ان کی گمشدہ اشیاء کی اطلاع دینا اور کثیر تعداد میں لوگوں کا اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے جماعتی لٹریچر خریدنا۔ یہ سب جلسہ کی روحانی برکات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ان برکات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

جزائر فجی میں نیشنل جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(رپورٹ: نعیم احمد اقبال، مبلغ سلسلہ لٹوکا فجی)

5؍جنوری 2015ء کو فجی میں ملی سطح پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے عام تعطیل ہوئی۔ اس روز جماعت احمدیہ فجی نے لٹوکا میں نیشنل لیول پر جلسہ سیرۃ النبیؐ کا انعقاد کیا۔ مکرم احمد محمود صاحب امیر ومبلغ انچارج کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ آیات کریمہ کا اردو، انگریزی اور فجین زبانوں میں ترجمہ پیش کرنے کے بعد نظم ہوئی اور جلسہ کی پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر محمد علی بریبو صاحب نے انگریزی میں ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین‘‘ کے موضوع پر کی۔ ایک نظم کے بعد مکرم شمشیر خان صاحب صدر جماعت ناندی نے انگریزی میں ’’آنحضور ﷺ کا دشمنوں سے حسن سلوک‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ پھر نظم کے بعد مکرم محمد شاہ صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے ’’آنحضور ﷺ بہترین اسوۂ حسنہ‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم امیر صاحب نے اختتامی تقریر کی اور پھر دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ میں کُل حاضری 224 رہی جس میں 25 مہمان بھی شامل ہیں۔ جلسہ میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اخبار "Fiji Sun" کے نمائندہ نے بھی شرکت کی اور جلسہ کے بعد مکرم امیر صاحب کا انٹرویو بھی ریکارڈ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے پاکیزہ اثرات پیدا فرمائے۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712

Valentine Day

ایک لغو رسم جس کی جڑیں مشرکانہ عقائد میں ہیں

عبد الکبیر قمر

عصر حاضر میں مغربی دنیا کا ایک مشہور تہوار Valentine Day ہے جسے ہر سال 14 فروری کو مناتے ہیں۔

اس تہوار کے حوالے سے مشہور ہے کہ یہ آج سے تقریباً 1700 سال قبل شروع کیا گیا، جب اہل روم میں بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ ان میں سے ویلنٹائن نامی راہب نے (جو پہلے بت پرست تھا)، عیسائیت قبول کرلی تو اس وقت کی حکومت نے اسے قتل کردیا، بعد میں اہل روم نے عیسائیت قبول کرلی تو اسکے قتل کے دن کو شہید محبت کا تہوار بنالیا کہ اس موقعہ پر دوستی و محبت کے جذبات کا اظہار ہو اور شادی شدہ جوڑے اور عشق و معاشقہ کرنے والے افراد اپنے عہد محبت کی تجدید کرلیں، اسطرح انکے یہاں معاشرتی اور تجارتی طور پر اس تہوار کو خاص اہتمام حاصل ہوگیا ہے۔

انکے ہاں یہ تہوار اصل میں تین تہواروں کا مجموعہ ہے یا یہ کہئے کہ اس موقعہ پر تین وہ مناسبتیں جمع ہیں جن کی وجہ سے یہ تہوار منایا جاتا ہے۔

(1) انکے عقیدہ کے مطابق ہر میلادی سال چودہ فروری کی تاریخ " یونو "نامی دیوی کا مقدس دن ہے، یہ دیوی جسے یونانی معبودوں کی رانی اور عورت و شادی کی دیوی کہتے ہیں۔

(2) 15 فروری کا دن انکے عقیدہ کے مطابق (لیسیوس دیوی) کا مقدس دن ہے، درحقیقت یہ ایک مادہ بھیڑیا سے عبارت ہے جس نے اہل روم کے عقیدہ کے مطابق شہر روما کو آباد کرنے والے دو شخصوں "رومیولوس "اور "ریمولس " کو دودھ پلایا تھا، آج بھی روما میں انکے بڑے مجسمے نصب ہیں جسمیں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا ایک مادہ بھیڑیا انہیں دودھ پلا رہی ہے، اس تہوار کا میلہ " ال لیسوم "نامی عبادت گاہ میں لگتا تھا جس کا معنی ہے " عبادت گاہ محبت "اس عبادت گاہ کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ مادہ بھیڑیا نے ان دونوں بچوں کو دودھ پلایا اور ان سے محبت کی تھی۔

(3) رومانی بادشاہ ''کلاودیوس'' کو ایک بار جب لڑائی کے لئے تمام رومی مردوں کو فوج میں شامل کرنے میں مشکل پیش آئی اور اس نے غور کیا کہ اسکا اصل سبب یہ ہے کہ شادی شدہ مرد اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر لڑائی کے لئے نہیں جانا چاہتے تو انہیں شادی کرنے سے روک دیا، لیکن ویلنٹائن نامی ایک راہب نے شہنشاہ روم کے حکم کی مخالفت کی اور چوری چھپے چرچ میں لوگوں کی شادیاں کرتا رہا، جب بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اسے گرفتار کرکے 14 فروری 269ء کو قتل کردیا، اس طرح چرچ نے مذکورہ بالا بھیڑیا لیسیوس کی پوجا کی جانے والی عید کو بدل کر ویلنٹائن نامی راہب کے پوجا کی عید بنادیا، آج بھی یورپ کے شہروں میں اسکا مجسمہ نصب ہے۔

اسی قصہ کو بعض مصادر نے چند تبدیلی کے ساتھ اس طرح ذکر کیا ہے کہ پادری ویلنٹائن تیسری صدی عیسوی کے اواخر میں رومانی بادشاہ ''کلاودیس ثانی'' کے زیر اہتمام رہتا تھا کسی نافرمانی کی بنا پر بادشاہ نے پادری کو جیل کے حوالے کردیا جیل میں جیل کے ایک چوکیدار کی لڑکی سے اس کی شناسائی ہوگئی اور وہ اس کا عاشق ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس لڑکی نے عیسائیت قبول کرلی اور اس کے ساتھ اس کے 46 رشتہ دار بھی نصرانی ہوگئے۔ وہ لڑکی ایک سرخ گلاب کا پھول لے کر اس کی زیارت کے لئے آتی تھی جب بادشاہ نے یہ معاملہ دیکھا تو اسے پھانسی دینے کا حکم صادر کردیا۔ پادری کو جب یہ پتہ چلا تو اس نے یہ ارادہ کیا کہ اس کا آخری لمحہ اس کی معشوقہ کے ساتھ ہو چنانچہ اس نے اس کے پاس ایک کارڈ ارسال کیا جس پر لکھا ہوا تھا "نجات دہندہ ویلنٹائن کی طرف سے" پھر اسے 14 فروری کو پھانسی دے دی گئی اس کے بعد میں یورپ کی بہت ساری بستیوں میں ہر سال اس دن لڑکوں کی طرف سے لڑکیوں کو کارڈ بھیجنے کا رواج چل پڑا۔

بھیڑیے کے دودھ پلانے والا قصہ کچھ اس طرح بھی ملتا ہے کہ رومیوں کے اعتقاد کے مطابق شہر روما کے مؤسّس (روملیوس) کو ایک دن کسی مادہ بھیڑیا نے دودھ پلایا جس کی وجہ سے اسے قوت فکری اور حلم و بردباری حاصل ہوگئی۔ لہٰذا رومی لوگ اس حادثہ کی وجہ سے ہر سال فروری کے وسط میں اس تہوار کو منایا کرتے تھے، اسکا طریقہ یہ تھا کہ کتا اور بکری ذبح کرتے اور دو طاقتور مضبوط نوجوان اپنے جسم پر کتے اور بکری کے خون کا لیپ کرتے، اور پھر اس خون کو دودھ سے دھوتے، اور اس کے بعد ایک بہت بڑا قافلہ سڑکوں پر نکلتا جس کی قیادت دونوں نوجوانوں کے ہاتھ میں ہوتی، اور دونوں نوجوان اپنے ساتھ ہاتھ میں چمڑے کے دو ٹکڑے لئے رہتے، جو بھی انہیں ملتا اسے اس ٹکڑے سے مارتے اور رومی عورتیں بڑی خوشی سے اس ٹکڑے کی مار اس اعتقاد سے کھاتیں کہ اس سے شفا اور بانجھ پن دور ہوجاتا ہے۔

اس تہوار کے حوالے سے یہ بات بھی شامل تھی کہ نوجوان اور شادی کی عمر میں پہنچنے والی لڑکیوں کے نام کاغذ کے ٹکڑوں پر لکھ کر ایک برتن میں ڈالتے اور اسے ٹیبل پر رکھ دیا جاتا۔ اور شادی کی رغبت رکھنے والے نوجوان لڑکوں کو دعوت دی جاتی کہ ان میں سے ہر شخص ایک پرچی کو نکالے لہٰذا جس کا نام اس قرعہ میں نکلتا وہ اس لڑکی کی ایک سال تک خدمت کرتا اور وہ ایک دوسرے کے اخلاق کا تجربہ کرتے، پھر بعد میں شادی کرلیتے یا پھر آئندہ سال اسی تہوار یوم محبت میں دوبارہ قرعہ اندازی کرتے۔

جس ویلنٹائن ڈے کو منا منا کر ہمارے ہاں بعض محبت کے متوالے ہلکان ہوتے رہتے ہیں وہ تقریب تو کوئی ایک ماخذ تک نہیں رکھتی۔ پھر اہل مغرب کے لئے بھی بدعت جدیدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ماضی میں یورپ میں بھی اس کو منانے والے نہ ہونے کے برابر تھے۔ اگر یہ کوئی بہت اہم یا ہر دلعزیز تہوار ہوتا تو انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں اس کا ذکر محض چار سطور پر مبنی نہ ہوتا جہاں معمولی واقعات کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں سینٹ ویلنٹائن ڈے کے متعلق چند سطری تعارف کے بعد ویلنٹائن ڈے کے متعلق تذکرہ محض ان الفاظ میں ملتا ہے سینٹ ویلنٹائن ڈے کو آج جس طرح عاشقوں کے تہوار (Lover's Festival) کے طور پر منایا جاتا ہے یا ویلنٹائن کارڈ بھیجنے کی جو نئی روایت چل نکلی ہے اس کا سینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق یا تو رومیوں کے دیوتا پر کالیا کے حوالے سے 15 فروری کو منائے جانے والے تہوار بار آوری یا پرندوں کے ایام اختلاط (Mating season) سے ہے۔ گویا اس مستند حوالے کی کتاب کے مطابق اس دن کو سینٹ سے سرے سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ بعض رومانیت پسند ادیبوں نے جدت طرازی فرماتے ہوئے اس کو سینٹ ویلنٹائن کی طرف منسوب کردیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ نے ماضی میں کبھی بھی اس تہوار کو قومی یا ثقافتی تہوار کے طور پر قبول نہیں کیا۔ ایک اور انسائیکلوپیڈیا بک آف نالج میں اس دن کے بارے میں نسبتاً زیادہ تفصیلات ملتی ہیں مگر وہ بھی تہائی صفحہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس کی پہلی سطر ہی رومان انگیز ہے۔

''14 رفروری محبوبوں کے لئے خاص دن ہے۔'' اس کے بعد وہی پرندوں کے اختلاط کا ملتا جلتا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ اسے سال کا وہ وقت خیال کیا جاتا تھا جب پرندے صنفی مواصلت کا آغاز کرتے ہیں اور محبت کا دیوتا نوجوان مردوں اور عورتوں کے دلوں پر تیر برسا کر انہیں چھلنی کرتا ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ ان کے مستقبل کی خوشیاں ویلنٹائن کے تہوار سے وابستہ ہیں۔

اس انسائیکلوپیڈیا میں ویلنٹائن ڈے کا تاریخی پس منظر یوں بیان کیا گیا ہے:

ویلنٹائن ڈے کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ اس کا آغاز ایک رومی تہوار پرکالیا (Calia Luper) کی صورت میں ہوا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیصوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے۔ بعض اوقات یہ جوڑے تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔ بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ویلنٹائن کے نام سے منایا جانے لگا تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا۔ اسے ہر اس فرد کے لئے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقہ حیات کی تلاش میں تھا۔ سترہویں صدی کی ایک پُر امید دوشیزہ سے یہ بات منسوب ہے کہ اس نے ویلنٹائن والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیے کے ساتھ پانچ پتے ٹانکے۔ اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاوند کو دیکھ سکے گی۔ بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈز کا سلسلہ شروع کر دیا۔ 14 فروری کو سینٹ ویلنٹائن سے منسوب کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کے متعلق کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں ہے البتہ ایک غیر مستند خیالی داستان پائی جاتی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوئے چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لئے نکاح ممنوع تھا اس لئے ایک دن ویلنٹائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لئے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ 14 فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب راہبہ صنفی ملاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہ سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں یہ سب کچھ کر گزرے۔

کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کردیا گیا۔ بعد میں کچھ منچلوں نے ویلنٹائن صاحب کو شہید محبت کے درجے پر فائز کرتے ہوئے ان کی یاد میں دن منانا شروع کردیا۔

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر کارڈوں کی تقسیم ہوتی ہے۔ جو کارڈ پہلے تقسیم ہوتے تھے ان پر بعض کارڈوں میں کیوپڈ کی تصویر ہوتی ہے جو ایک بچے کی خیالی تصویر ہوتی ہے۔ اس کے دو پیر ہیں اور اس نے تیر کمان اٹھا رکھا ہے جسے رومی بت پرست قوم محبت کا دیوتا مانتے ہیں۔ کارڈوں میں محبت وعشقیہ کلمات کا تبادلہ جو اشعار یا نثر یا چھوٹے چھوٹے جملوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور بعض کارڈوں میں گندے قسم کے اقوال اور ہنسانے والی تصویریں ہوتی ہیں اور عام طور پر اس میں کچھ اس طرح کی تصویر کشی ہوتی ہے جس میں بت پرستی کے مفہوم سے منتقل ہو کر نصرانی مفہوم کی تمثیل بنتی ہے۔ بہت سے نصرانی علاقوں میں دن کے وقت بھی محفلیں سجائی جاتی ہیں, اور رات کو بھی عورتوں اور مردوں کا رقص وسرود ہوتا ہے۔ اور بہت سے لوگ پھول چاکلیٹ کے پیکٹ وغیرہ بطور تحفہ محبت کرنے والوں شوہروں اور دوست واحباب کو بھیجتے ہیں۔

مذکورہ بالا کہانیوں کے تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تہوار اصل میں رومی بت پرستوں کا عقیدہ ہے جسے وہ محبت کے خدا سے تعبیر کرتے ہیں۔ رومیوں کے یہاں اس تہوار کی ابتدا قصے کہانیوں اور خرافات پر مشتمل تھی جیسے مادہ بھیڑیے کا شہر روم کے مؤسِّس کو دودھ پلانا جو حلم و بردباری اور قوت فکر میں زیادتی کا سبب بنا۔ یہ عقل کے خلاف ہے کیونکہ حلم و بردباری اور فکر میں اضافہ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ بھیڑیا۔ اور اسی طرح یہ عقیدہ کہ ان کے بت برائی اور مصیبت کو دفع کرتے ہیں اور جانوروں کو بھیڑیوں کے شر سے دور رکھتے ہیں باطل اور شرکیہ عقیدہ ہے۔ اس تہوار کو بشپ ویلنٹائن سے منسوب ہونے میں کئی ایک مصادر نے شک کا اظہار کیا ہے۔

☆......☆......☆

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 03 جنوری 2015ء بروز ہفتہ نماز ظہر و عصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ خدیجہ شہزاد صاحبہ (بنت مکرم علی شہزاد صاحب آف ہنسلو) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ مختصر علالت کے بعد اٹھارہ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بچی کے والد مکرم علی شہزاد صاحب نے 2003ء میں بیعت کی۔ اس سے قبل تبلیغی جماعت کے سرگرم رکن تھے۔ بیعت کے وقت ان کی فیملی جرمنی میں مقیم تھی۔ 2005ء میں برمنگھم شفٹ ہوئے اور اب ہنسلو جماعت کے ممبر ہیں۔ بیعت کے بعد سے ان کا جماعت کے ساتھ بڑا وفا کا تعلق ہے۔ بہت نیک، نمازوں کے پابند، مخلص اور باوفا انسان ہیں۔ آپ نے برمنگھم جماعت میں سیکرٹری تبلیغ اور سیکرٹری تربیت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ حمیدہ بشریٰ صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبدالرزاق خان صاحب)

27؍اکتوبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو ملتان قیام کے دوران 5 سال لجنہ اماء اللہ میں سیکرٹری تحریک جدید کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ 1989ء میں مستقل طور پر ربوہ میں شفٹ ہوگئیں۔ لجنہ میں فعال داعی الی اللہ تھیں۔ دینی علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ آپ کو بہت سے بچوں کو قرآن کریم اور نماز با ترجمہ پڑھانے کی سعادت بھی ملی۔ اسی طرح کئی بچوں کو قصیدہ بھی یاد کروایا۔ بہت نیک، دعا گو، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی، غریب پرور، بیواؤں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی، باہمت، مخلص اور صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے بہت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں پسماندگان میں 8 بیٹے بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ صفیہ شوکت صاحبہ (اہلیہ مکرم شوکت حیات مانگٹ صاحب۔ صدر جماعت مانگٹ اونچا)

2 دسمبر 2014ء کو 51 سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ لجنہ اماء اللہ مانگٹ اونچا کی فعال ممبر تھیں اور مجلس عاملہ کی ممبر کے طور پر خدمت بجالاتی رہیں۔ نمازوں کی پابند، بہت مہمان نواز، غریب پرور، خدمت دین کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ جمیلہ بیگم صاحبہ (ربوہ)

10 دسمبر 2014ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت شیخ محمد بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں آپ عبادت گزار بہت دعا گو، غریب پرور ہمدرد، مالی قربانی اور چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ اچھے اخلاق کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 07 جنوری 2015ء بروز بدھ نماز ظہر و عصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم منصور الحق خان صاحب آف ساؤتھ آل۔ لندن کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 5 جنوری 2015ء کو طویل علالت کے بعد 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا تعلق تنزانیہ سے تھا۔ آپ مکرم ناصر خان صاحب (نائب امیر جماعت یوکے) کے چچا اور مکرم چوہدری عنایت اللہ احمدی صاحب (سابق مبلغ سلسلہ کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ) کے برادر نسبتی تھے۔ مرحوم کے پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 3 نواسیاں سوگوار ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم عطاء اللہ صاحب۔ واقف زندگی (ابن مکرم محمد بخش صاحب آف کنری۔ حال ربوہ)

30 دسمبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 1947ء میں زندگی وقف کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر کچھ عرصہ کے لئے سیالکوٹ اور پھر کنری (سندھ) چلے گئے جہاں جننگ فیکٹری میں 1947 سے 1989ء تک خدمت کی توفیق پائی۔ کنری میں قیام کے دوران آپ تمام عرصہ امام الصلوٰۃ اور 25 سال تک سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے۔ آپ باقاعدہ تہجد ادا کرنے والے، خلافت سے بے لوث محبت کرنے والے اور خلیفہ وقت کے حکم کو اولین ترجیح دینے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ باقاعدگی سے نہایت خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ مالی قربانی میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ آپ کو 1951ء میں وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سمیع اللہ قمر صاحب (سابق امیر و مشنری انچارج زمبابوے) کی وفات ہوئی تو آپ نے انتہائی صبر سے کام لیا اور اہل خانہ اور دیگر عزیز و اقارب کو بھی صبر کی تلقین کرتے رہے۔ آپ 2001ء میں ربوہ شفٹ ہوگئے اور وہاں قیام کے دوران بھی ایک عرصہ تک امام الصلوٰۃ کے طور پر خدمت کرتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 6 بیٹیاں اور ایک بیٹا سوگوار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم چوہدری محمد ریاض احمد صاحب (وینکوور۔ کینیڈا)

25 دسمبر 2014ء کو ہارٹ اٹیک کے نتیجہ میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے 1973ء میں اپنے خاندان میں اکیلے احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ اسکی وجہ سے انہیں عاق کردیا گیا۔ مگر آپ ان سب مشکلات کے باوجود ثابت قدم رہے۔ بعد ازاں آپ نے کینیڈا میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ آپ نہایت ملنسار، ہنس مکھ، دین کے فدائی اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم خدمتِ دین اور تبلیغ کے لئے ایک خاص جوش اور ولولہ رکھنے والے ایک فعال داعی الی اللہ تھے اور تبلیغی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ گیارہ سال قبل جب برٹش کولمبیا کے علاقوں میں تبلیغی پروگراموں کا آغاز ہوا تو آپ نے اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ ہزاروں میل کا سفر اختیار کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ بشریٰ مسعود صاحبہ (اہلیہ مکرم مسعود احمد درد صاحب مرحوم۔ کراچی)

16 دسمبر 2014ء کو طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو لجنہ اماء اللہ ڈرگ روڈ کراچی میں 10 سال سیکرٹری اشاعت اور 5 سال سیکرٹری خدمت خلق کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ متقی، پرہیزگار، مہمان نواز، غریب پرور، بیماروں کی عیادت کرنے والی، خلافت سے والہانہ عشق کا تعلق رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک بیٹے عزیزم شاہد احمد مسعود جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ شاہد کے طالب علم ہیں۔

....

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 09 جنوری 2015ء بروز جمعۃ المبارک نماز مغرب سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **(1) مکرمہ سیّدہ شیریں تاج صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمد احمد شاہ صاحب مرحوم۔ اپرچم۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ 29 دسمبر 2014ء کو 93 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت سید پیر حاجی احمد صاحبؓ ہوشیار پوری کی بہو تھیں۔ آپ مانسہرہ کے نزدیکی گاؤں میں ایک مولوی گھرانہ میں پیدا ہوئیں اور غالباً اس علاقہ میں احمدیت قبول کرنے والی پہلی خاتون تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، چندوں میں باقاعدہ، بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے بیٹے مکرم سید ناصر آفتاب صاحب دفتر وکالت مال لندن میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم آفتاب احمد صاحب (ویسٹ کرائیڈن یوکے)

6 جنوری 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 78 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت حکیم محمد حسین صاحبؓ مرہم عیسیٰ کے پوتے اور مکرم حضرت ڈاکٹر عبد الحمید چغتائی صاحبؓ کے بیٹے تھے۔ پاکستان ریلوے میں ملازم تھے اور 2 سال قبل ہی یوکے آئے تھے۔ آپ نمازوں کے پابند، دیندار، خوش مزاج، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت کے ساتھ محبت رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے ایک بیٹے کرائیڈن جماعت میں جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے خدت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری ناصرالدین صاحب مرحوم واقف زندگی۔ ربوہ)

2؍نومبر 2014ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقق مرحوم کی ہمشیرہ تھیں۔ بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ نے شادی کے فوراً بعد نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم عبدالرزاق صاحب (ابن مکرم صوفی عبدالکریم صاحب مرحوم۔ ہمبرگ جرمنی)

24 نومبر کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ ماسٹر اللہ دتہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور مکرم شیخ خادم حسین صاحب مرحوم استاد جامعہ احمدیہ ربوہ کے داماد تھے۔ 35 سال جرمنی کے شہر نیورن برگ میں رہے جہاں تبلیغی سرگرمیوں میں شامل ہوتے تھے۔ مرحوم بہت اچھے اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ آپ اپنے ریجن بائرن میں بنگلہ ڈیسک کے انچارج بھی رہے۔ گزشتہ 3 سال سے ہمبرگ میں مقیم تھے جہاں آپ کو زعیم انصاراللہ اور سیکرٹری تربیت کی حیثیت سے خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ نظام جماعت کے ساتھ بہت ہی تعاون اور اخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ پاکستان کی نیشنل باسکٹ بال ٹیم میں بھی شامل رہے۔ آپ نہایت سادہ مزاج، بہادر، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ ھبہ تسلیم صاحبہ (اہلیہ مکرم تسلیم عارف احمد صاحب۔ جاپان)

23 نومبر 2014ء کو 22 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ڈیڑھ سال قبل شادی ہوئی اور گزشتہ ایک سال سے اپنے شوہر کے ساتھ جاپان میں مقیم تھیں۔ 2006ء میں مخالفین احمدیت کی ایک سازش کے نتیجہ میں 10 دن تک آپ کو اپنے والدین کے ہمراہ جدہ میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ والدین، ایک بہن اور ایک بھائی سوگوار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ: شان مصلح موعودؓ ......از صفحہ نمبر 9

کے ساتھی شور مچاتے جاتے تھے اور آپ کی بات نہیں سُنتے تھے۔ اب خواہ وہ اپنے خیال میں سچے بھی ہوں، پھر بھی وہ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سُنا ہی نہیں اور اُس پر غور نہیں کیا۔ پس مَیں جھوٹا سہی، احمدیت جھوٹی سہی لیکن خدا تعالیٰ کے سامنے تم کیا جواب دو گے؟ اگر تم نے احمدیت کا لٹریچر پڑھا تھا اور پھر تم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے میں غلطی ہوجاتی تو تم کہہ سکتے تھے خدایا! ہم نے اُن کے عقائد کو بغور پڑھا تو تھا لیکن ہم نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ خدا تعالیٰ کہے گا اچھا تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے اور یہ بات قابلِ معافی ہے لیکن ایک شخص اگر یہ کہے کہ میرے پاس ایک شخص آیا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں لیکن مَیں نے اُسے پرے دھکیل دیا اور کہا تم جھوٹ بولتے ہو تو خدا تعالیٰ کہے گا تم نے میری ہتک کی۔ ایک شخص نے تمہارے سامنے یہ کہا کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے یوں کہا ہے لیکن تم نے اس کی بات کو نہ سُنا اور اُسے ردّ کر دیا۔ ایک شخص اگر ایسی بات کہتا ہے اور تم سمجھتے ہو کہ یہ محض افتراء ہے تو تم اسے سمجھا دو کہ میاں! یہ بات درست نہیں لیکن اس کی بات تو سُن لو۔ کیونکہ اگر تم اس کی بات سنتے ہی نہیں تو خدا تعالیٰ کے سامنے کیا جواب دو گے کہ اسے ہم نے کیوں ردّ کر دیا تھا"۔

(انوار العلوم جلد 22 صفحہ 105 تا 106)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر154)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ نومبر، دسمبر 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

جیو ٹیلی وژن پر عامر لیاقت حسین کے پروگرام میں انتہائی غیر ذمہ دارانہ گفتگو! اس پروگرام میں وطنِ عزیز پر آنے والی ایک انتہائی نازک گھڑی پر جماعتِ احمدیہ کے خلاف زہرناک اور جھوٹا پراپیگنڈا

22/دسمبر 2014ء: دسمبر کے مہینے میں طالبان کی جانب سے پشاور کے ایک سکول پر حملہ کیے جانے کے انتہائی افسوسناک سانحہ کے بعد جیو ٹیلیوژن پر براہِ راست نشر کیے جانے والے عامر لیاقت حسین کے مارننگ شو 'صبحِ پاکستان' میں انتہائی غیر ذمہ دارانہ طور پر ایک ملّاں نے جماعتِ احمدیہ کو پاکستان میں دہشتگردی بالخصوص پشاور میں ہونے والے ااس افسوسناک کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے سراسر جھوٹ اور دھوکا دہی پر مشتمل ایک بیان دیا۔

ہمارے قارئین کو یاد ہوگا کہ یہ عامر لیاقت حسین ہی تھا جس نے ستمبر 2008ء میں اس سے ملتا جلتا ایک پروگرام پیش کیا تھا جس میں احمدیوں کو واضح طور پر 'واجب القتل' قرار دیا گیا تھا۔ جس کے بعد کچھ روز کے اندر اندر جماعتِ احمدیہ میر پور خاص کے امیر ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی اور جماعتِ احمدیہ نوابشاہ کے امیر سیٹھ محمد یوسف کو شقی القلب افراد نے شہید کردیا تھا۔

مذکورہ بالا پروگرام میں ایک گفتگو کے دوران ملّاں محمد عارف اویسی اور حمزہ علی قادری نے جماعتِ احمدیہ پر سراسر بے بنیاد الزامات لگادیے۔ اس پروگرام کے اس حصہ کی کارروائی کی ٹرانسکرپشن ریکارڈ کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے:

عارف اویسی: '......اور جیسے آپ نے ریمنڈ ڈیوس کے مسئلہ میں کہا کہ جرأت سے بات کریں تو میں بھی ایک بات جرأت سے کرنا چاہتا ہوں، کھل کے بات کرنا چاہتا ہوں، اور وہ بات یہ ہے کہ ہم میں سے ابھی تک، آپ نے ایک سوال کیا تھا کہ کون ہے اس کے پیچھے؟ میں یہ بات علیٰ وجہِ البصیرت کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ملک میں ہم تمام مکاتبِ فکر کے مسلمانوں کا ایک واحد دشمن ہے۔ اور اس دشمن کو پہچاننا چاہئے اور میں کھل کر اس فورم کے ذریعے اس دشمن کی پہچان بتانا چاہتا ہوں جو ہم سب کا دشمن ہے۔ ٹھیک ہے ہمارے فقہی اختلافات برسوں سے چلے آرہے ہیں، لیکن وہ دشمن ہم سب کا سانجھا ہے اور وہ پورے پاکستان کا دشمن ہے۔ اس دشمن کا نام ہے فتنۂ قادیانیت۔'

عامر لیاقت: 'ھم م م......' (تائید میں بڑے زور سے سر ہلاتے ہوئے اور حاضرین تالیاں بجاتے ہوئے)۔

عارف اویسی: 'ختمِ نبوّت کے۔ اصل میں پھانسی کی سزا کے مخالف وہ ہیں۔ سزاؤں کے مخالف وہ ہیں۔ کیونکہ وہ گستاخیٔ رسول کو ہوا دینے والے قادیانی ہیں، مرزائی ہیں۔ ہم تمام مسلمانوں کو اس دشمن کو پہچاننا چاہیے نہ کہ آپس میں دست وگریباں ہوجائیں۔

عامر لیاقت: (ہاتھ اٹھا کر تالیاں بجاتے ہوئے)۔

عارف اویسی: اپنی صفوں میں پہچانیں اور انہیں کی سازشوں کی یہ ساری تار و پود بکھیرے ہوئے ہیں۔ اور یہاں میں یہ بات بھی کروں گا کہ علامہ صاحب نے پہلے چائے کے وقفے کے دوران چائے پیتے ہوئے یہ بات کہی تھی کہ وہ نعرہ بلند کر رہے تھے وہ جنہوں نے پشاور میں حملہ کی اور ساتھ 'اللہ اکبر' کے نعرے لگا رہے تھے۔ ہم بتانا چاہتے ہیں دنیا بھر کے میڈیا کو کہ اگر کوئی دہشت گرد حملہ کرتے ہوئے کلمہ بھی پڑھ رہا ہو، معصوموں کا قتل کرتے ہوئے، اسلام کے خلاف کوئی کارروائی کرتے ہوئے کلمہ بھی پڑھ رہا ہو، اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر رہا ہو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اس دہشت گرد کو اسلام سے نہ جوڑا جائے۔ وہ اسلام کے پردے میں اسلام کا دشمن بنا ہوا ہے۔

حمزہ علی قادری: میں شہری زندگی میں شہر کے ایک کیفے میں بیٹھتا تھا۔ اس کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں۔ جس دن یہ قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا تو وہاں ایک قادیانی نے مجھ سے کہا کہ حمزہ صاحب اب آپ دیکھیے گا کہ خون کتنا بہتا ہے۔ آپ نے ہمیں کافر تو قرار دے دیا لیکن آپ دیکھیے گا کہ خون کتنا بہتا ہے۔ تو شاہ صاحب آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ یہ عالمی سازش ہے......

عارف اویسی: ...... اور اس کے پیچھے یہودیت کارفرما ہے۔ بات صحیح ہے کہ ہم امریکہ کا نام لینے سے کیوں ڈریں، ہمارے اوپر ظلم ہو رہا ہے، ہمارے بچے ذبح ہو رہے ہیں اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ بچے شیعہ کے تھے، کیا وہ بچے اہلِ حدیث کے تھے کیا وہ بچے بریلویوں کے تھے۔ وہ سب مسلمانوں کے بچے تھے۔

عامر لیاقت: ' ویسے ہی، بہت اچھا آپ نے یہ (بیان کیا ہے)'......

عارف اویسی: 'اخبارات کے اندر یہ بات سامنے آئی ہے کہ حکومت پر دباؤ تھا، گزشتہ حکومتوں پر یہ دباؤ تھا کہ یہ سزائے موت جو ہے اس کی سزا کو بحال نہیں کرنا چاہیے۔ اور وہ دباؤ کس کی طرف سے تھا؟ میڈیا میں یہ بات آچکی ہے کہ قادیانیوں کی طرف سے دباؤ تھا، یہودیوں کی طرف سے دباؤ تھا۔ میں سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دباؤ کیوں تھا؟ وہ دباؤ اس لیے تھا کیونکہ اگر وہ سزا بحال ہوگی تو گستاخی کی جرأت کسی کو نہیں ہوگی۔ اور وہ سزا نہیں ہوگی تو ہم ہر طرح کی گستاخیاں کرتے پھریں گے۔ لہٰذا گستاخی کو بند کرنے کے لئے، اور یہ سارے فتنے گستاخی کو بند کرنے کی وجہ سے ہیں......'

پشاور میں بچوں کے اسکول پر حملہ اور اس میں ایک سو سے زائد بچوں کی شہادت کے بعد پورے ملک میں ایک سوگ کا سا سماں تھا اور ملکی میڈیا کے متعدد چینلز نے اس بارے میں خصوصی پروگرام بھی نشر کیے۔ عامر لیاقت نے اپنے اس پروگرام میں درج ذیل مہمانوں کو دعوت دی:

سید حمزہ علی قادری نائب صدر جماعت اہلِ سنت سندھ؛ پروفیسر محمد یونس صدیقی، انچارج تحریکِ اہلِ حدیث پاکستان؛ مفتی سید محمد عارف شاہ اویسی، بانی مدرسہ اولیائے قرآن؛ مفتی عمران الحق، اسسٹنٹ پروفیسر جامعہ کراچی؛ علامہ شبیر حسن، سربراہ شیعہ علماء کونسل اور قاری محمد عثمان، جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمٰن گروپ)۔

اس تمام کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ان لوگوں کا محض مونہوں کی باتوں سے پر امن اور محبِّ وطن جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا شدید مذمّت کے لائق فعل ہے وہاں ان ملّاؤں اور عامر لیاقت کی جانب سے اس پروگرام کے ذریعے پاکستان میں دہشت گردی بالخصوص سانحہ پشاور کے اصل مجرموں سے عوام الناس کی توجہ ہٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جیو ٹیلیویژن کی انتظامیہ کو بھی جسے سال 2008ء میں اپنے اس پروگرام پر شدید ردِعمل کا سامنا کرنا پڑا تھا اس غیر ذمہ دارانہ پروگرام کی ٹیلی کاسٹ سے بری قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ان سے اس بارے میں رابطہ کرنے پر ان کی جانب سے ایسی کسی بات کے نشر ہونے پر لاعلمی کا اظہار کردیا گیا تھا۔

پاکستان سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ Daily Dawn کی 30/دسمبر 2014ء کی اشاعت کے مطابق اس دفعہ بھی 2008ء کے واقعہ کی طرح جیو ٹیلیویژن کو اپنے پروگرام پر معذرت کرنا پڑی۔ لیکن عامر لیاقت اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا اور اس نے کسی بھی قسم کی شرمندگی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ اس سے اگلے پروگرام میں اس نے کہا '...... جو گروہ یہ مہم چلا رہا ہے ان کی مجھ سے اور میری ان سے کبھی نہیں جمے گی۔ کیونکہ معاملہ ختمِ نبوّت کا ہے۔ ...... سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں لیکن عقیدۂ ختمِ نبوّت تو میرے کفن کی طرح ہے جو قبر تک میرے ساتھ جائے گا۔ 22/دسمبر کو یہیں پر، اسی 'صبحِ پاکستان' میں لائیو ٹرانسمیشن کے دوران کچھ باتیں ایسی ہوئیں جن کا مقصد قطعاً اور یقیناً یہ نہیں تھا کہ کسی گروہ یا افراد کے خلاف نفرت کو ہوا دی جائے۔'

عرفان حسین جو کہ ایک مشہور کالم نگار ہیں اپنے ایک کالم میں اس واقعہ کا ذکر کر کے اس پر تبصرہ کرتے ہیں:

'میں اپنی بات کو دوہرانا نہیں چاہتا لیکن جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ دہشتگردوں اور جہادیوں کے خلاف صرف فوجی کارروائی کافی نہیں۔ ہمارے کلاس رومز میں اور ٹیلی ویژن چینلز پر جو نفرت اور تعصب کا پرچار کیا جارہا ہے یہ وہ باتیں ہیں جو دہشتگردوں کی کارروائیوں کے لیے ایندھن کا کام دے رہی ہیں اور ان تمام باتوں کی وجہ سے پاکستان اس وقت اس قدر برے حالات سے گزر رہا ہے۔'

اس پروگرام کے صرف پانچ روز بعد ایک احمدی نوجوان کو گوجرانوالہ کے علاقہ میں صرف اس وجہ سے شہید کردیا گیا کیونکہ وہ احمدی تھے۔

مذہب کے نام پر سرکاری افسر کے خلاف پراپیگنڈا

چوک اعظم ضلع لیہ، نومبر 2014ء: چوبارہ ضلع لیّہ کے رہائشی ایک احمدی رانا عزیز احمد نے 1986ء میں پولیس کی نوکری اختیار کی۔ وہ اس وقت سے سرکاری خدمت پر مأمور ہیں۔ اور انہیں احمدی ہونے کی وجہ سے متعدد جگہ پر مخالفت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ حال ہی میں انہیں چوک اعظم کے علاقہ میں ایڈیشنل ایس ایچ او اور انچارج تفتیشی افسر کے طور پر متعین کیا گیا۔ وہ جن مقدّمات کی تفتیش کر رہے تھے انمیں دو قتل کے مقدمات جبکہ ایک اغوا برائے تاوان کا مقدمہ تھا۔ اس سلسلہ میں ایک پریس رپورٹر نے انہیں یہ کہا کہ وہ اغوا کاروں کے سرغنہ اعظم باجوہ کو اس کیس سے نکال دیں اور اس کے گھر چھاپہ نہ ماریں۔ لیکن انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کرتے ہوئے اپنے فرائضِ منصبی سرانجام دیے اور اعظم باجوہ کے گھر چھاپہ مارا لیکن اسے گرفتار کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اس پر اس پریس رپورٹر نے ان سے کہا کہ آپ نے اعظم باجوہ کے گھر چھاپہ مار کر اچھا نہیں کیا۔ اب آپ کو اس کے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔

کچھ ہی دنوں کے بعد چوک اعظم پر ختمِ نبوّت کانفرنس ہوئی اور اس میں اس پریس رپورٹر نے مولویوں کو رانا عزیز احمد کے خلاف بیان دینے کو کہا۔ اس کے بعد اس کانفرنس میں دس مُلّاؤں نے تقاریر کیں اور سب کے سب نے رانا عزیز احمد کے خلاف بیان بازی کی۔ ملّاں نے انتظامیہ سے ان کی ٹرانسفر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ بصورتِ دیگر انہیں قتل کردیا جائے گا۔ ان شر پسند ملّاؤں نے کانفرنس کے شرکاء سے رانا عزیز احمد کے قتل کے لئے رضا کاران بھی طلب کیے اور ان سے یہ کام کرنے کا عہد لیا۔

اس پر انتظامیہ نے عزیز احمد کو فوری طور پر لیہ سے ٹرانسفر کردیا۔

جڑانوالہ میں ختمِ نبوّت کانفرنس

جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد؛ 13/دسمبر 2014ء: جڑانوالہ بار کونسل نے 13/دسمبر کے روز تحصیل کورٹس کے احاطہ میں ختمِ نبوّت کانفرنس کروائی۔ اس کانفرنس میں لاہور ہائی کورٹ کے ایک ریٹائرڈ جج نذیر اختر نے بھی شرکت کی۔ یہ وہی شخص ہے جس نے یہ بیان دیا تھا کہ: 'جو شخص گستاخیٔ رسول کا مرتکب ہو اسے سزا دینے کے لئے کسی قانون کی ضرورت نہیں، اور گستاخِ رسول کو جہنم رسید کردینا چاہیے۔' (روزنامہ جنگ لاہور، 5/ستمبر 1999ء)

دو گھنٹے تک جاری رہنے والی اس کانفرنس میں ستّر کے قریب لوگ شامل ہوئے۔ حسبِ معمول مقررین نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو سیاق و سباق سے جدا کر کے لوگوں کے سامنے غلط معانی پہنانے کی کوشش کی اور لوگوں کے جذبات کو انگیخت کیا۔ اس کانفرنس کے آخر میں بار کونسل کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ 'اگر شفیق احمد ایڈووکیٹ (احمدی) قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلے تو ہم اسے اپنی سیٹ دے دیں گے۔'

احمدیوں کے خلاف Hate Speech

فیصل ٹاؤن، لاہور؛ 29/نومبر 2014ء: یہاں پر مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت والوں نے ایک کانفرنس بلائی۔ شام کو ساڑھے پانچ بجے شروع ہونے والی اس کانفرنس میں قریباً 20 کے قریب لوگ شامل ہوئے۔ ملّاں عرفان محمود برق نے تقریر کرتے ہوئے لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اکسایا اور علی الاعلان کہتا رہا کہ احمدی واجب القتل ہیں۔ اس کھلی کھلی قانون کی خلاف ورزی پر انتظامیہ اس ملّاں کے خلاف کوئی بھی کارروائی کرتی نظر نہیں آتی۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کا بچپن

ماہنامہ تشحیذالاذہان فروری 2010ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کے بارہ میں مکرم توقیر آصف صاحب کا ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہدایت فرمائی تھی کہ کسی سے کوئی چیز لے کر نہ کھانا۔ آپ کی اطاعت کا یہ عالم تھا کہ اپنے گھر سے متصل مکان میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ سے پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ اگر پیاس لگتی تو اپنے گھر آتے اور پانی پی کر پھر چلے جاتے۔ مقصد یہی تھا کہ حضور علیہ السلام کے حکم کی نافرمانی نہ ہو۔ یہی حد درجہ کی احتیاط ہے جسے تقویٰ کہتے ہیں۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ کی تعلیم کا آغاز گھر پر ہی قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے ذریعہ ہوا۔ اس غرض سے حضرت مسیح موعودؑ نے حافظ احمداللہ صاحب ناگپوری کو مقرر فرمایا۔ ناظرہ قرآن کریم پڑھ لینے کے بعد آپ کی دنیوی تعلیم کا آغاز ہوا۔ چونکہ حضرت مصلح موعود کے صاحب علم و فضل ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دی تھی اس لیے آپ کی تعلیم کی طرف حضور علیہ السلام نے کوئی خاص توجہ نہیں دی تا کہ کوئی اس موعود بچے کے علم و عرفان کے بارے میں شک نہ کر سکے۔ تاہم حضورؑ نے آپ کے قرآن ختم کرنے کی بہت خوشی منائی اور 7 جون 1897ء کو ایک تقریب کا اہتمام کیا اور ایک نظم ''محمود کی آمین'' لکھی۔

☆ حضرت مصلح موعودؓ اپنے اساتذہ کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ آپ کو انگریزی پڑھایا کرتے تھے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن کچھ بارش ہو رہی تھی کہ بندہ وقت مقرر پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیڑھیوں کا دروازہ کھٹکھٹایا حضور نے دروازہ کھولا۔ بندہ اندر آ کر برآمدہ میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ آپؓ کمرہ میں تشریف لے گئے۔ میں نے سمجھا کہ کتاب لے کر باہر برآمدہ میں تشریف لائیں گے مگر جب آپ کے باہر تشریف لانے میں کچھ دیر ہوگئی تو میں نے اندر کی طرف دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ آپؓ فرش پر سجدہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ آج بارش کی وجہ سے شاید آپ سمجھتے تھے کہ میں حاضر نہیں ہوں گا اور جب میں آ گیا ہوں تو آپ کے دل میں خاکسار کے لیے دعا کی تحریک ہوئی اور آپ بندہ کے لیے دعا کر رہے ہیں۔ آپ بہت دیر تک سجدہ میں پڑے رہے اور دعا کرتے رہے۔

☆ بچپن ہی سے حضرت مصلح موعودؓ کو نمازوں کا ایسا شوق پیدا ہوا کہ کبھی نماز ترک نہیں کی۔ اس بارہ میں آپؓ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن ضحیٰ یا اشراق کے وقت مَیں نے وضو کیا اور وہ جُبّہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور متبرک ہے، پہن لیا۔ تب اپنی کوٹھڑی کا دروازہ بند کرلیا اور ایک کپڑا اچھا کر نماز پڑھنی شروع کی اور میں اس میں خوب رویا، خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس گیارہ سال کی عمر میں مجھ میں کیسا عزم تھا کہ اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی۔ گو اس نماز کے بعد کئی سال بچپن کے ابھی باقی تھے میرا وہ عزم میرے آج کے ارادوں کو شرماتا ہے۔

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کسی ایک کھیل کے ایسے شوقین نہیں ہوئے کہ اس میں غیر معمولی مہارت پیدا کرنے کے لیے اسے مستقلاً اپنا لیا ہو۔ طبیعت میں تجسس کا مادہ بہت تھا اور نئی چیز دیکھنے پر اس کا ذاتی تجربہ حاصل کرنے کا شوق مچلنے لگتا۔ چنانچہ ایسے دنوں میں جب موسم اور طبیعت کو فٹ بال سے زیادہ مناسبت ہو، آپ فٹ بال کھیلا کرتے۔ جب کبڈی کا دَور دورہ ہوتا، آپ کبڈی کے میدان میں نکل جاتے۔ جب بچوں میں میروڈبہ یا گلی ڈنڈا کی رَو چلتی تو آپ میروڈبہ یا گلی ڈنڈا کی ٹیموں میں دکھائی دینے لگتے۔ جب برسات کی جھڑیاں قادیان کے گرداگرد پھیلے ہوئے جوہڑوں کو لبالب بھر دیتیں بلکہ پانی ان کے کناروں سے اچھل کر میدانوں میں پھیل جاتا اور قادیان حدنظر تک پھیلے ہوئے پانی کے درمیان ایک جزیرہ دکھائی دینے لگتا تو تیراکی اور کشتی رانی کا شوق ہر شوق پر غالب آجاتا۔ پھر جب خزاں اور بہار کے معتدل دن رات شکار کا موسم لے کر آتے تو آپ کے دل میں بھی یہ شوق کروٹیں لینے لگتا۔

محترم منیر احمد شیخ صاحب شہید لاہور

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے رسالہ ''النساء'' ستمبر تا دسمبر 2010ء میں شامل اشاعت مکرمہ آصفہ اسلم صاحبہ نے اپنے مضمون میں محترم منیر احمد شیخ صاحب شہید (سابق امیر ضلع لاہور) کا ذکرخیر کیا ہے۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں اپنے ابّو اور امّی کی وفات کے بعد ہمارے بہنوئی محترم منیر احمد شیخ صاحب شہید نے اس طرح پیار اور عزت دی اور اس طرح اپنے دامن عاطفت میں لیا کہ ہم بھول گئے کہ ہمارا اس سے پہلے بھی کوئی اور گھر تھا۔ آپ نے زندگی کو زندہ دلی کے ساتھ خوشگوار رکھا اور ہم اس طرح آپ کے پیار و محبت کے وسیع حلقہ میں کئی خاندان تھے جو ایک ہو گئے۔ ہر مہمان کا اس طرح خوشدلی سے استقبال کرتے کہ یوں لگتا کہ صرف وہی مہمان ان کا قریبی عزیز ہے۔ صلہ رحمی کے صحیح معنے ان میاں بیوی نے ہمیں سکھائے۔ وسعت حوصلہ کی کس طرح داد دوں۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی، غرباء پروری، بہادری، معاملہ فہمی، بے حد زیرک کہ جلد ہی معاملہ کو سمجھ کر فیصلہ کر دیتے اور پھر اس پر قائم رہتے اور انجام کار وہی فیصلہ صحیح ثابت ہوتا۔ الغرض کس کس خوبی کا بیان ہو۔

انتھک انسان تھے۔ عدالت سے آ کر ابھی پسینہ بھی خشک نہیں ہوتا تھا کہ ملازم بتاتا کہ کوئی صاحب ملنے آئے ہیں۔ اُس کے ہمراہ جاتے تو شام کو لَوٹتے اور پھر دوپہر کا کھانا کھاتے۔ پوچھنے پر بتاتے کہ غریب آدمی تھا۔ مَیں نے اُسے لے جاکر کام کروادیا اور پھر اس کو اُس کے گھر چھوڑ آیا۔ یہ روزمرہ کا معمول ہی تھا اور وہ اس کے عادی ہو چکے تھے۔ انہوں نے ہر حال میں ہر کسی کا کام کرنا ہوتا تھا چاہے وہ غریب ہو یا امیر ہو یا رشتہ دار۔ سب ان کے لئے برابر تھے۔ ڈاکٹر کو دکھانا ہے، زرگر کے پاس یا کسی اور جگہ جانا ہو، کسی نے زمین خریدنی یا فروخت کرنی ہو، بنک کا کام ہو، رشتہ ناطہ کا کام ہو، کوئی بھی ان سے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ جب ہماری والدہ بیمار ہوئیں تو شہید مرحوم کی پوسٹنگ لاہور ہوچکی تھی۔ آپ مکان کے اوپر کے حصہ میں رہائش پذیر ہوئے اور ان کی تیمارداری کا پورا حق ادا کیا۔ ہر غمی و خوشی میں عزیزوں کا بھرپور ساتھ دیتے۔

انسانی ہمدردی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کورٹ سے واپسی پر پتہ چلا کہ ایک ملازم رات سے بیمار ہے۔ پہلے اسے دیکھا اور دوائی دی۔ اُس کا بخار اُتر گیا تو الحمد للہ کہہ کر کھانا کھایا جو اس وقت ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ ملازموں کے ساتھ بے حد نرم سلوک روا رکھتے اور کبھی غصّہ میں ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ ایک میٹنگ میں جانے سے قبل بالکل نئے گرم سوٹ کی پتلون ملازم کو استری کرنے کے لئے دی۔ اُس سے پتلون جل گئی تو اُس کا رنگ زرد ہوگیا۔ آپ نے کہا کہ تم نے پینٹ میری اڑادی ہے اور رنگ تمہارا کیوں اڑا ہوا ہے، اب اس کو پھینکو اور دوسری پینٹ استری کردو۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔

ملازموں کو ہدایت تھی کہ کوئی بھی ملنے کے لئے آئے خواہ رات ہو یا دن اسی وقت مجھے بتاؤ۔ کوئی کسی مجبوری کی حالت میں آتا ہے۔ کبھی نہیں کہنا کہ صاحب ابھی آرام کر رہے ہیں۔ رات دن فون کی گھنٹی بجتی رہتی تھی وہ ہر فون کو اٹھاتے اور بات کرلیتے۔

دینی غیرت کا اظہار بہت تھا۔ جب ہماری خالہ زاد بہن عابدہ ملک صاحبہ کی وفات راولپنڈی میں ہوئی تو اُن کے گھر محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ تعزیت کے لئے آئیں۔ اُن کے آنے کی اطلاع ملی تو شہید مرحوم ہم سب کو دوسرے کمرہ میں لے گئے اور کہا کہ ان کے باپ نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کے پیش نظر ہم ان سے کیسے مل سکتے ہیں۔ بےنظیر صاحبہ ایک گھنٹہ تک اہل خانہ کے ساتھ رہیں لیکن ہم میں سے کوئی بھی ان سے نہ ملا۔

ہر شخص نے ان کی دیانتداری، ایمانداری اور محنت کے ساتھ کام کرنے کی تعریف کی ہے۔ اُن کے تمام فیصلے عدل اور حق و صداقت پر ہوتے تھے۔ کبھی رشوت نہیں لی اور نہ ہی ناجائز سفارش کو قبول کیا۔ ہمیشہ انصاف کو مدّنظر رکھا۔ جب میانوالی میں سیشن جج تھے تو وہاں کی جماعت کے صدر صاحب سے کسی معزز غیراحمدی دوست نے سفارش کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ سفارش کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ جو فیصلہ انہوں نے کرنا ہے حق و انصاف سے کرنا ہے۔ وہ غیراحمدی دوست بہت مایوس ہوئے اور راتوں رات سفر کرکے گجرات گئے اور وہاں سے مکرم شیخ صاحب کے ایک عزیز کی سفارش لے کر آئے اور ان کے گھر پہنچ گئے۔ بعد میں آپ نے صدر صاحب سے کہا کہ آپ نے خواہ مخواہ اس معزز شخص کو تکلیف دی۔ آپ اُن کی سفارش کردیتے، کرنا تو مَیں نے وہی تھا جو اُن کا حق تھا۔

جب آپ سرگودھا میں متعین تھے ہائی کورٹ کے رجسٹرار نے کسی کیس میں سفارش کروائی اور ساتھ یہ بھی کہلوایا کہ یہ کام ضرور کرنا ہے ورنہ نتیجہ کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں انصاف کے مطابق فیصلہ کروں گا رجسٹرار صاحب زیادہ سے زیادہ میری تبدیلی کرواسکتے ہیں اور وہ انہوں نے کروادی۔

عزیزوں کی مدد کے لئے گاؤں سے چاولوں کی بوریاں منگواتے اور بڑی محنت اور تکلیف اٹھا کر اُن کے گھروں میں پہنچانے کا انتظام کرتے۔ اپنے اور سسرال کے رشتہ داروں کو ایک کردیا۔ یہ محض ان کے اور ان کی بیگم آنسہ منیر صاحبہ کے حسن سلوک کی وجہ سے ممکن ہوا۔

14 دسمبر 2009ء کو ان کے چھوٹے بیٹے مقیت احمد واقف زندگی کی دعوت ولیمہ تھی۔ اس دن ان کے برادرِ نسبتی راجہ منصور احمد صاحب کی لاس اینجلز امریکہ میں وفات ہوگئی۔ لیکن کمال حکمت اور اطمینان سے دعوت ولیمہ کی تقریب کروائی اور کسی کو خبر تک نہیں ہونے دی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو تین بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ دو بیٹے مکرم اسامہ احمد اور مکرم مقیت احمد کو زندگی وقف کرنے کی سعادت حاصل ہے۔

قبول احمدیت کی بنیاد

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے سہ ماہی رسالہ ''مجاہد'' برائے بہار 2010ء میں چند نواحمدیوں کی تصاویر کے ساتھ اُن کی قبولِ احمدیت کی داستان میں سے ایک منتخب فقرہ تحریر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نوجوانوں کے ذہن کو احمدیت کی کس ادا نے خاص طور پر متحرّک کیا۔

☆ مکرم اسراء نورالحق صدیق صاحب کہتے ہیں کہ اُن کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ ساری زندگی ایک دھندلی تصویر دیکھتے رہے ہوں اور مسیح موعودؑ نے اس تصویر کو واضح کرکے دکھادیا ہو۔

☆ مکرم داؤد احمد صاحب کا کہنا ہے کہ مجھے یہ احساس شدّت سے ہوا کہ مجھے آپؑ کی پیروی کرتے ہوئے آپؑ کی جماعت کا حصہ بننا ہے۔

☆ مکرم Michael Morris صاحب کہتے ہیں کہ کسی کے دل سے اٹھنے والی صدا سیدھی دلوں پر ہی اثر کرتی ہے۔

☆ مکرم Alex Navarro صاحب کہتے ہیں کہ اچانک یہ احساس ہوا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ میرا تعلق پہلے سے کہیں زیادہ ہو چکا ہے۔

☆ مکرم ہاشم ممتاز صاحب کہتے ہیں قبل ازیں مجھے کبھی اس قدر ذہنی اطمینان میسر نہیں آیا تھا اور منطقی دلائل سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔

☆ مکرم رشید Reno صاحب کہتے ہیں کہ پہلی بار مجھے علم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی اور معجزات کے حوالہ سے سائنسی اور عقلی دلائل استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

24 جون 2009ء کو رات 11 بجے نامعلوم افراد نے فائرنگ کرکے کوئٹہ (پاکستان) میں مکرم خالد رشید صاحب ابن مکرم عبدالرشید صاحب بعمر 45 سال اور مکرم ظفر اقبال صاحب بعمر 50 سال کو شہید کردیا تھا۔ مکرمہ ناہید خالد ملک صاحبہ اہلیہ محترم ملک خالد رشید اعوان صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کی اس حوالہ سے کہی گئی ایک نظم لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے رسالہ ''النساء'' ستمبر تا دسمبر 2010ء میں شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

اس کو ہے تقدیر نے نظروں سے اوجھل کردیا
تیرے دردوغم نے دل کو ایسے بوجھل کر دیا
میں نے چاہا تھا بہت دنیا سے یہ بہلاؤں دل
تیری یادوں نے مجھے ہر شے سے غافل کردیا
مجھ میں کب اتنی سکت کہ زخم کھاؤں اب نیا
تیرے زخموں نے میرا ہر حوصلہ شل کردیا
اپنی قسمت کے ستارے کاش اب تبدیل ہوں
اس مقدّر نے تو اب جینا ہی مشکل کر دیا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
February 20, 2015 – February 26, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday February 20, 2015

00:05	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran
01:20	Reception By Lord Provost Of Glasgow: Recorded on March 07, 2009.
02:30	Spanish Service
03:10	Pushto Muzakarah
03:45	Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 24, 1998.
05:00	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Quran
06:45	Peace Conference: Recorded on March 20, 2010.
07:55	Tahreek-e-Jadid
08:20	Rah-e-Huda
09:55	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30	Tilawat
11:45	Aadab-e-Zindagi
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane
15:40	Yaum-e-Musleh Maood
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Peace Conference: Recorded on March 20, 2010.
19:25	Musleh Maood Day
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:05	Introduction to Waqfe Jadid
22:25	Rah-e-Huda

Saturday February 21, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:25	Yassarnal Qur'an
00:45	Peace Conference: Recorded on March 20, 2010.
01:50	The Promised Reformer
02:10	Friday Sermon: Recorded on February 20, 2015.
03:30	Rah-e-Huda
05:00	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Khuddam Ijtema Germany [R]
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer session [R]
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Shotter Shondane
15:00	Jama'at-e-Ahmadiyya Aur Urdu Adab
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Khuddam Ijtema Germany [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday February 22, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:25	Khuddam Ijtema Germany [R]
02:20	Story Time
02:45	Friday Sermon: Recorded on February 20, 2015.
04:00	Jama'at-e-Ahmadiyya Aur Urdu Adab
05:00	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat
06:10	Yassarnal Quran
06:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
07:40	Faith Matters
08:50	Question And Answer Session: Recorded on December 14, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on January 24, 2014.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 20, 2015.
14:10	Shotter Shondhane
15:20	MTA Variety: A speech delivered about the personality of Hazrat Musleh Ma'ood[ra].
16:00	Press Point
17:00	Kids Time
17:35	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30	Live Beacon of Truth
20:35	Roots To Branches
21:00	Press Point
22:00	Friday Sermon: Recorded on February 20, 2015.
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday February 23, 2015

00:30	World News
00:50	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:20	Yassarnal Quran
01:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
02:55	Al-Hambra Palace
03:25	Roots To Branches
03:50	Friday Sermon [R]
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Tabligh Seminar Germany: Recorded on June 26, 2010.
07:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:00	International Jama'at News
08:30	Prophecies In The Bible
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 15, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on October 31, 2014.
11:00	The Prophecy Of Musleh Ma'ood
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 08, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	The Prophecy Of Musleh Ma'ood
15:55	Rah-e-Huda
17:25	Al-Tarteel
18:00	World News
18:30	Tabligh Seminar Germany [R]
19:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:30	Somali Service
20:00	Ilmul Abdaan
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon: Recorded on May 08, 2009.
23:05	The Prophecy Of Musleh Ma'ood

Tuesday February 24, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Al-Tarteel
01:30	Tabligh Seminar Germany [R]
02:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:30	Kids time
03:00	Friday Sermon: Recorded on May 08, 2009.
03:55	Ilmul Abdaan
04:20	Prophecies In The Bible
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 441.
06:00	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:40	Yassarnal Quran
07:00	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on January 19, 2011.
08:45	Alif Urdu
09:00	Question And Answer Session: Recorded on December 14, 1997.
10:20	Indonesian Service
11:25	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on February 06, 2015.
12:30	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
12:45	Yassarnal Quran
13:05	Open Forum
13:35	Al-Hambra Palace
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:35	Alif Urdu
16:00	Press Point
17:00	Convocation Jamia Rabwah
17:40	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
20:05	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on February 20, 2015.
21:05	Press Point
22:05	Murder In The Name Of God: Recorded on April 02, 1997.
23:05	Question And Answer Session [R]

Wednesday February 25, 2015

00:25	World News
00:40	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
00:50	Yassarnal Quran
01:10	Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
02:55	Alif Urdu
03:10	Press Point
04:25	Aadab-e-Zindagi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 442
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December28, 2011.
08:00	Moshaira
08:45	Question And Answer Session: Recorded on July 08, 1995. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on February 20, 2015.
12:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25	Al-Tarteel
12:50	Friday Sermon: Recorded on May 08, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:45	Kids Time
16:15	Faith Matters
17:25	Al-Tarteel
17:55	World News
18:20	Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:20	French Service: Horizons d'Islam
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:45	Friday Sermon: Recorded on May 08, 2009.
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday February 26, 2015

00:15	World News
00:35	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana Qadian Address [R]
02:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:05	Moshaira
04:00	Faith Matters
05:05	Liqa Maal Arab: Session no. 443.
06:00	Tilawat & Dars Majmooa Ishtihirat
06:40	Yassarnal Quran
07:00	Jalsa Salana USA Address: Recorded on June 30, 2012.
08:10	Beacon Of Truth
09:15	Tarjamatul Quran Class: Rec. March 10, 1998.
10:20	Indonesian Service
11:20	Japanese Service
12:15	Tilawat
12:40	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 20, 2015.
14:00	Live Shotter Shondane
16:05	Persian Service
16:35	Tarjamatul Quran Class: Recorded on March 10, 1998.
17:40	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Jalsa Salana USA Address: Recorded on June 30, 2012.
19:40	German Service
20:45	Faith Matters
22:00	Kasre Saleeb
22:55	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 22 Friday 13 February , 2015 Issue No. 07

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے 45ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

❁......حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام ❁......وزیر صحت، نائب وزیر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور قائمقام ریجنل کمشنر دارالسلام کی بطور نمائندہ وزیر اعظم تنزانیہ جلسہ میں شرکت ❁......جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور اسلام کی حقیقی تعلیم کی پُر امن ذرائع سے اشاعت پر خراج تحسین ❁......موزمبیق، ملاوی اور برونڈی سے جماعتی نمائندگان کی آمد ❁......جلسہ کے ایام میں باجماعت نماز تہجد کا اہتمام، علمی وتربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر اور درس کا اہتمام ❁......نیشنل ٹی وی تنزانیہ TBC، نیشنل ریڈیو TBC FM، MWANANCHI,NIPASHE اور اخبارات سمیت الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں بھرپور کوریج۔

(رپورٹ: خرم شہزاد۔ مربی سلسلہ۔ دارالسلام تنزانیہ)

جماعت احمدیہ تنزانیہ کے 45ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد مؤرخہ 28،27،26 ستمبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام میں Kitonga کے مقام پر ہوا جس کی تفصیلی رپورٹ مندرجہ ذیل ہے۔

جلسہ سالانہ کی تیاری جلسہ کے انعقاد سے بہت پہلے شروع کر دی گئی تھی۔ اس کے لئے مکرم امیر صاحب نے مختلف کمیٹیاں بنا کر انہیں تفصیل سے ہدایات دیں اور ان کے کام کی باقاعدہ نگرانی کا اہتمام کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شفقت فرماتے ہوئے جماعت احمدیہ تنزانیہ کے نام اپنا پیغام بھیجا۔

جلسہ گاہ کا معائنہ

❁......اس سال لجنہ جلسہ گاہ میں پردہ کی غرض سے پکّی باؤنڈری بنائی گئی۔ قبل ازیں جلسہ سالانہ کے ایام میں ترپال لگا کر پردے کا انتظام کیا جاتا تھا۔

❁......جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے تمام ریجنز کے مبلغین و معلمین کرام کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کی شمولیت کے لئے کوشش کی طرف توجہ دلائی گئی۔ مہمانان کرام کے آنے کا سلسلہ جلسہ سالانہ سے تقریباً دس روز قبل ہی شروع ہو گیا۔ موزمبیق سے سات افراد کا وفد آیا۔

❁......جلسہ سے ایک ہفتہ قبل الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کے بارے میں خبر شائع کی گئی۔ اسی طرح جلسہ سالانہ سے دو دن قبل ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں 17 کے قریب الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس پریس کانفرنس کے ذریعہ بھی تمام لوگوں کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی یہ پریس کانفرنس مختلف اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی پر نشر کی گئی۔ جس سے لاکھوں لوگوں تک جلسے کے انعقاد کی خبر کے ساتھ ساتھ اسلام احمدیت کی خوبصورت تعلیم پہنچی۔

26 ستمبر مقامی طور پر خطبہ جمعہ میں مولانا طاہر محمود چوہدری صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ تنزانیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ سالانہ کے لئے موصول ہونے والا پیغام انگلش اور سواحیلی میں پڑھ کر سنایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا براہ راست نشر ہونے والا خطبہ تمام حاضرین جلسہ گاہ نے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ سنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

جلسہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام میں حضور نے فرمایا کہ مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ لوگ اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس کا انعقاد کامیاب بنائے اور بہت سی برکات کا موجب بنائے۔ آمین

حضور نے فرمایا کہ میری دلی خواہش ہے کہ احباب جماعت مستقل اپنی اصلاح کرنے والے ہوں۔ اور تقویٰ کے بلند مراتب حاصل کرتے چلے جائیں۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہوں۔ دوسرے لوگوں سے نرمی سے پیش آئیں۔ آپ کے قول آپ کے عمل سے مطابقت رکھتے ہوں۔ اس دور میں غیر احمدی کھلا اعتراف کرتے ہیں کہ احمدی صحیح اسلام کو لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں تو اس پہلو سے ہماری ذمہ داریاں کئی گنا بڑھ جاتی ہیں۔

اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے کی کوشش کریں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان کیا ہے۔ سو یہ جلسہ آپ میں شرافت، نرمی، عاجزی پیدا کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ سے قریبی تعلق پیدا کریں۔ ہماری پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ اور نماز خدا تعالیٰ کی عبادت کا سب سے اچھا ذریعہ ہے۔ ہر احمدی پنجوقتہ نماز کا پابند ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ لوگ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کو زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق ملی۔ اس لئے آپ نے جو اطاعت کا عہد امام الزماں سے باندھا ہے اس پر مضبوطی سے کاربند ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اکیلا نہیں چھوڑا۔ اس نے آپ میں خلافت کی نعمت قائم کی ہے جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے 105 سال سے زائد عرصہ سے آپ میں موجود ہے۔

مَیں آپ کو تلقین کرتا ہوں کہ میرے خطبات جمعہ اور دیگر خطابات کو باقاعدگی سے سنا کریں۔ اس سے آپ کا خلافت سے مضبوط تعلق قائم ہوگا۔ آج اسلام کی نشأۃ ثانیہ صرف اور صرف خلافت کے نظام سے چمٹنے سے ہی ممکن ہے۔

میں آپ کو تبلیغ کے حوالے سے آپ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فریضہ ہے۔ جس کے لئے آپ کا اپنا عمدہ نمونہ پیش کرنا سب سے ضروری ہے۔ جب ہمارے اعمال اسلامی تعلیمات کے مطابق، ہمارے اقوال و افعال قرآن کے مطابق اور حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق ہوں گے تبھی آپ اسلام احمدیت کا پیغام دوسروں تک خصوصاً اپنے ملک کے لوگوں اور عموماً تمام دنیا تک پہنچا سکتے ہیں۔

پہلا دن پہلا سیشن

بعد ازاں جلسہ کے پہلے سیشن کا تلاوت قرآن کریم اور نظم سے آغاز ہوا۔ اجلاس کی صدارت مکرم امیر صاحب نے کی۔

اسی دوران آج کے مہمان خصوصی مکرم جنوری مکامبا JANUARY MAKAMBA صاحب نائب وزیر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی تشریف لے آئے۔ ان کا استقبال امیر صاحب نے تمام مبلغین اور نیشنل عاملہ ممبران کے ساتھ کیا۔ سٹیج پر تشریف لانے سے قبل انہوں نے امیر صاحب کے ہمراہ پرچم کشائی کی تقریب میں شرکت کی۔ امیر صاحب نے لوائے احمدیت جبکہ وزیر موصوف نے تنزانیہ کا جھنڈا لہرایا۔ سٹیج پر تشریف لانے پر امیر صاحب نے ان کا تعارف کروایا۔ اور ان کے تشریف لانے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر معزز مہمان کو تقریر کی دعوت دی گئی۔

نائب وزیر سائنس و ٹیکنالوجی کا ایڈریس

معزز مہمان نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ میں آپ کو جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ اتنے بڑے مجمع کے انتظامات کرنا آسان نہیں ہے۔ میں آپ کو آپ کی انسانیت کے لئے کی جانے والی خدمات پر سلام پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھے آپ کی جماعت کے ذرائع کا

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں